ماهنامہ
برمنگھم
صراطِ مستقیم
July 2024
محرم الحرام

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

صراطِ مستقیم برمنگھم

بیاد

مولانا فضل کریم عاصم رحمہ اللہ

مولانا محمود احمد میرپوری رحمہ اللہ

Vol: 44 No. 09 July 2024

Dhul Hijjah/Muharram ul Haram 1445/46 AH

جلد: 44 شمارہ: 09 جولائی 2024ء

ذوالحجہ/محرم الحرام: 1445/1446ھ

فہرست مضامین

Correspondence Address:
SIRAT-E-MUSTAQEEM
20 Green Lane, Small Heath,
Birmingham B9 5DB
Tel: 0121 773 0019
Fax: 0121 766 8779

ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ
Markazi Jamiat Ahl-e-Hadith UK
www.mjah.org.uk/siratemustaqeem
E-mail: info@mjah.org.uk

ہر طرح کی حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے، وہ حکیم و خبیر ہے، علیم و قدیر ہے۔

﴿يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾

" جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں خبر دار رہو! اُسی کی مخلوق ہے اور اسی کا امر ہے بڑا با برکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔" (سورۃ الأعراف:54)

﴿ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾

"یہ ہے اللہ تمہارا رب، کوئی الہ اس کے سوا نہیں ہے، ہر چیز کا خالق، لہٰذا تم اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔" (سورۃ الانعام:102)

اس نے قرآن کریم کو مخلوق پر رحمت کے طور پر ان کے حالات کی اصلاح کے لئے نازل کیا، فرمایا:

﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾

" یہ ایسی کتاب ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے۔" (سورۃ ھود:1)

﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾

"بیشک یہ قرآن اس راستے کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور خوشخبری دیتا ہے ان مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔" (سورۃ الإسراء:9)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے مہربانی فرما کر محمد ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کو بھلائی کی طرف بلائیں، ان کے ذریعے لوگوں پر رحمت نازل ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ * الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

" میری رحمت تمام چیزوں کے لیے کشادہ ہے، تو میں اسے ان لوگوں کے لئے لازم کر دوں گا جو تقوی اختیار کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، جو رسول نبیِّ امی کی پیروی کرتے ہیں جن کو وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے، ان سے ان کے بوجھ اور وہ زنجیریں اتارتا ہے جو ان پر تھیں، جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں، اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔" (سورۃ الأعراف: 156-157)

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

"کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کی بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین میں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، پس اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔" (سورۃ الأعراف:158)

تو اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے اہل بیت پر، صحابہ کرام پر اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر۔

بعد ازاں!

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا

لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ﴾

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، اس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام نہ آئے گا، نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے ہی کچھ کام آ سکے گا۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے، تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ نہ دے اور نہ تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ باز دھوکہ دے۔" (سورۃ لقمان:33)

بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کے لئے بہترین انجام اور دنیا اور آخرت کی کامیابی یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

" اللہ ان لوگوں کو بچالے گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، انہیں کوئی برائی نہیں چھوئے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (سورۃ الزمر:61)

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا * وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾

"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لئے راستہ نکال دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اسے کافی ہے۔" (سورۃ الطلاق: 2-3)

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾

"جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔" (سورۃ الطلاق:4)

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا﴾

" جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اس کا اجر بڑا بنا دیتا ہے۔" (سورۃ الطلاق:5)

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی عبادت کو صرف اپنے رب کے لئے مخصوص کریں اور کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

"حکم تو صرف اللہ کا ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (سورہ یوسف: 40)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بنو۔" (سورۃ البقرہ:21)

کلمہ شہادت کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ اسلام کی علامت ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة:163)

"اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمٰن اور رحیم ہے" (البقرة:163)

﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

"وہی ہے جو تمہیں رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورتیں دیتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب حکمت والا ہے۔" (سورۃ آل عمران:6)

کلمہ شہادت میں توحید کی گواہی کے ساتھ رسالت کی گواہی بھی شامل ہے، کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔" (سورۃ الاحزاب:40)

یہ دونوں گواہیاں اسلام کا پہلا رکن ہیں۔ ان کے بعد اسلام کے ارکان میں نماز قائم کرنا بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾

" نماز قائم کرو، بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔" (سورۃ العنکبوت:45)

پھر زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ارکانِ اسلام میں شامل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(التوبة:103)

"ان کے مالوں میں سے صدقہ لو تاکہ تو انہیں پاک کرے اور ان کا تزکیہ کرے، اور ان کے لئے دعا کر، بے شک تیری دعا ان کے لئے باعث سکون ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے" (التوبہ:103)

اسی طرح رمضان کے روزے رکھنا بھی ارکانِ اسلام میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ

﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح نشانیاں ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔" (سورۃ البقرۃ:185)

اللہ کے گھر کا حج کرنا بھی ارکانِ اسلام میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ * لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾

"لوگوں میں حج کا اعلان کرو، وہ تمہارے پاس پیدل آئیں گے اور ہر دور دراز راستے سے سفر کرنے والی اونٹنیوں پر آئیں گے، تاکہ وہ اپنے فائدے حاصل کریں۔" (سورۃ الحج:27)

نبی ﷺ نے فرمایا:

«الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا»

"اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

ایمان یہ ہے کہ

تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن، اور تقدیر کے اچھے اور برے حصے پر ایمان لاؤ۔ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو کم از کم ایسے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اے مومنو! یہ اللہ کا دین اور اس کی شریعت ہے جو اس نے اپنی مخلوق کے لئے پسند کی ہے۔ یہ اس کی مہربانی ہے کہ یہ شریعت ان کے لئے بھلائیاں اور فائدے لاتی ہے اور ان سے برائیوں اور نقصانات کو دور کرتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر عرفات کے دن یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدۃ:3)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"" (المائدۃ:3)

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

"ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (سورۃ الانبیاء:107)

اسی واضح اصول کے تحت اس مبارک شریعت نے فائدوں کو حاصل کرنے اور نقصانات کو دور کرنے یا ان میں کمی کرنے کی تلقین کی ہے، نقصانات کو دور کرنا فائدوں کو حاصل کرنے پر مقدم ہے، اہم تر فوائد کو حاصل کرنے کے لئے کم اہمیت رکھنے والے فائدے کو چھوڑا جا سکتا ہے اور بڑے نقصانات سے بچنے کے لیے چھوٹے نقصانات کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ شریعت نے تاکید کی ہے کہ نقصان کو دور کیا جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ»

"نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ کوئی آپ کو نقصان پہنچائے۔"

نقصان کو جتنا ممکن ہو دور کیا جائے۔ اسی اصول کے تحت شریعت نے ہر اس چیز کا حکم دیا ہے جو زندگی کو خوشحال اور ترقی کی طرف لے جانے والی ہے، اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے یا ان کو اذیت دینے سے روکا ہے۔ پھر انصاف، اچھے اخلاق، والدین کی خدمت، رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ تعلق، سچائی، حقوق کی حفاظت، امانتوں کی ادائیگی، معاہدوں کی پابندی، اور حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

"بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برے کاموں اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔" (سورۃ النحل:90)

اسی طرح فرمایا:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾

"اللہ کا عہد پورا کرو جب تم نے عہد کیا ہو، قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو، بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔" (سورۃ النحل:91)

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کو پہنچاؤ، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں بہترین

نصیحت کرتا ہے، بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔" (سورۃ النساء:58)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے جو حکام ہیں ان کی بھی، پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔" (سورۃ النساء:59)

حکمتوں بھری شریعت نے ضروریاتِ خمسہ کی حفاظت کی تاکید کی ہے، جنہیں تمام شریعتوں میں معتبر رکھا گیا ہے، یعنی دین، نفس، عقل، مال، اور عزت آبرو۔ شریعت اسلامی نے ان پر دست درازی کو قابل سزا جرم قرار دیا ہے۔

ان بنیادی ضرورتوں کی حفاظت جنت میں داخل ہونے، اللہ کی رضا، اور دنیا میں امن، خوشحالی، اور ترقی کا سبب ہے۔ ان پر دست دارزی آخرت کی سزا کا باعث ہے۔ اسی لئے حج کے خطبے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا»

"بیشک تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں، جیسے کہ آج کا دن تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے لئے حرام ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

دین ایک ضرورت ہے، کیونکہ انسان اپنے رب کی عبادت کے بغیر نہیں رہ سکتا، اسی کے لئے تو اسے پیدا کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56)

" میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے" (الذاریات:56)

﴿قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ﴾

"کہو! میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے، اور ہر مسجد میں اپنے چہروں کو سیدھا رکھو اور دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے اس سے دعا کرو، جیسے اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی تم واپس جاؤ گے۔" (سورۃ الاعراف:29)

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾

" ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، پھر ان میں سے کچھ کو اللہ نے ہدایت دی، اور کچھ پر گمراہی ثابت ہو گئی، تو زمین میں چلو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔" (سورۃ النحل:36)

اللہ تعالیٰ نے جان کی حفاظت اور خونریزی کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا * وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا﴾

"اس جان کو نہ مارو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے، جو بھی ظلم اور زیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا، تو ہم اسے آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔" (سورۃ النساء: 29-30)

اسی طرح مال کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، سوائے اس کے کہ تجارت ہو آپس کی رضامندی سے۔" (سورۃ النساء:29)

پھر عقل کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ * إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾

"اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، بت، اور پانسے ناپاک ہیں، شیطانی عمل ہیں، ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آؤ گے؟" (سورۃ المائدۃ:90-91)

پھر لوگوں کی عزتوں پر حملے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا

وَإِثْمًا مُبِينًا﴾

” جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر ان کے کئے ستاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔“ (سورۃ الأحزاب:58)

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

”بے شک جو لوگ پاکدامن، بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔“ (سورۃ النور:23)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ﴾

”اے ایمان والو! نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور اپنے آپ کو عیب نہ لگاؤ، اور ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔“ (سورۃ الحجرات:11)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾

”اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں، اور جاسوسی نہ کرو، اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ تو تم اسے ناپسند کروگے، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔“ (سورۃ الحجرات: 12)

پھر شریعت نے مزید یہ فرمایا کہ وسائل وذرائع کے احکام بھی مقاصد اور نتائج کے مطابق ہوتے ہیں، جو واجب کو تکمیل کے لئے ضروری ہو وہ بھی واجب ہے۔ جو چیز شریعت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہو، وہ شرعی طور پر مطلوب ہے۔ کیونکہ جب بنیادی مقاصد اور مصلحتوں تک رسائی اسباب اور وسائل کے بغیر ممکن نہیں، تو ان کے احکام بھی مقاصد کے مطابق ہونے ضروری تھے۔ اس لئے ہر مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ ان پانچ بنیادی ضرورتوں کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کرے، کیونکہ یہ مخلوق کی سلامتی، زندگی کے استحکام، امن کی فراہمی، اور لوگوں کے دینی اور دنیاوی فوائد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ شریعت کے مقاصد کی تکمیل میں تعاون کرے۔ ہر ایک کے عہدے اور حیثیت کے مطابق، اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، ہمیں اپنی، خصوصاً اپنی نئی نسلوں کی تربیت کرنی چاہئے تاکہ وہ بھی ان ضروریات کی قدر کریں۔ اگرچہ ان پانچ بنیادی ضروریات کی حفاظت ہر جگہ اور ہر وقت واجب ہے، مگر ان مقاماتِ مقدسہ میں اس کی حفاظت کی تاکید زیادہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

” جو بھی اس میں ظلم کے ساتھ الحاد کی ارادہ کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔“ (سورۃ الحج:25)

حج میں شعائر اللہ کا اظہار بھی ہے، اللہ کی عبادت میں اخلاص بھی ہے، یہ سیاسی نعروں یا گروہ بندیوں کی جگہ نہیں ہے، اس لیے ان قوانین اور تعلیمات کی پابندی ضروری ہے جو مناسک اور شعائر کی پرامن ادائیگی کے لیے ضروری ہیں۔

اے بیت اللہ کے حجاج! آپ میدانِ عرفات کے عظیم مقام پر ہیں، اللہ آپ پر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، یہ ایک مقدس مقام ہے اور فضیلت والا زمانہ ہے، جس میں نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے، اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ اللہ کو اپنے عمل کی بہتری دکھاؤ، سنت کی پیروی کرو، نبی کریم ﷺ کی اقتدا کرو، آپ ﷺ نے اس مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا، پھر بلال کو اذان دینے کا حکم دیا، پھر اقامت کہی، آپ ﷺ نے یہاں دو رکعت نماز ظہر پڑھائی، پھر بلال نے دوبارہ اقامت کہی، اور آپ ﷺ نے دو رکعت نماز عصر پڑھائی، جمع اور قصر کے ساتھ، پھر نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے ہو کر اللہ کو یاد کرنے اور دعا کرنے میں مصروف رہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، پھر وہ سکون اور وقار اور نرمی کی تاکید کرتے ہوئے مزدلفہ کی طرف چل پڑے، وہاں تین رکعت مغرب اور دو رکعت عشاء کی نماز پڑھائی، پھر وہیں پر رات بسر کی، فجر بھی وہیں پڑھی، پھر دعا میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ روشنی پھیل گئی، پھر منیٰ کی طرف گئے، اور جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں، قربانی کی، اور اپنے بال منڈوائے، پھر طواف افاضہ کیا، پھر منیٰ واپس گئے اور ایام تشریق میں اللہ کی یاد کثرت سے کرتے رہے، تکبیر، تحمید، اور تہلیل کرتے رہے، تین جمرات کو

زوال کے بعد کنکریاں ماریں، جمرہ صغری اور وسطی کے بعد دعا کی، اہل اعذار کو منیٰ میں رات نہ گزارنے کی اجازت دی۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ تیرہویں دن تک منیٰ میں قیام کیا جائے، جو کہ افضل ہے، بارہویں دن جلدی نکلنے کی اجازت بھی دی۔ جب حج سے فارغ ہو گئے اور سفر کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے طواف وداع کیا۔

اے بیت اللہ کے حجاج! رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا تاکہ ذکر اور دعا میں آسانی ہو، بلکہ عرفات میں اللہ کو یاد کیا اور دعا میں وقت گزارا، آپ بھی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔ اپنے رب سے عاجزی اور خفیہ طریقے سے دعا کریں، بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اس سے خوف اور امید کے ساتھ دعا کریں، بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور جو آپ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے دعا کریں، کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے، فرشتہ اس کے لئے کہتا ہے آمین اور تمہارے لئے بھی۔

فلسطین میں اپنے بھائیوں کے لئے دعا کریں جن پر مصیبت آئی ہے اور وہ دشمن کی ایذارسانی سے تکلیف میں ہیں، خونریزی اور فساد سے تنگ آ چکے ہیں، کھانا، دوا، اور کپڑے جیسی ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔ ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو ان کا بھلا کرنے والے ہیں، ان میں حرمین شریفین کی خدمت کرنے والے شامل ہیں، جو مہمانانِ رحمٰن کے آرام کے لئے محنت کرتے ہیں، جن میں سر فہرست خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز اور ولی عہد شامل ہیں۔

اے اللہ! اے زندہ و جاوید! اے رب ذو الجلال! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے فضل اور احسان کے ساتھ خادم حرمین شاہ سلمان بن عبد العزیز اور ولی عہد محمد بن سلمان کو ہر خیر کی توفیق دے۔

اے اللہ! ان کا مددگار اور نصرت کرنے والا بن جا، اے اللہ! انہیں ان کی عظیم خدمات پر بہترین اجر عطا فرما، ان کی نیکیوں میں اضافہ فرما، ان سے راضی ہو جا۔

اے اللہ! حاجیوں کا حج قبول فرما، ان کے معاملات آسان بنا، انہیں ان کے ممالک میں سلامتی اور فوائد کے ساتھ لوٹا، ان کے گناہوں کو معاف فرما، ان کی توبہ قبول فرما، اور ان کی حاجات کو پورا فرما۔

اے اللہ! مسلمانوں اور مومنوں کو معاف فرما، انہیں ہر برائی اور تکلیف سے محفوظ فرما، ان کے دین، امن، خون، مال، عقل، اور عزتوں کو محفوظ فرما، ان کے لئے فائدے اور خیرات لکھ دے، ان سے شرور اور برائیوں کو دور فرما۔

اے اللہ! ان کے دلوں کو درست فرما، انہیں ان کے وطنوں میں امن عطا فرما، ان کی بھوک دور فرما، ان کی روزی میں برکت دے، ان کے تمام معاملات کو سنبھال لے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ * وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

"پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان باتوں سے یہ جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، سلام ہے مرسلین پر، اور ہر طرح کی حمد و ثنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔"

(سورۃ الصافات: 180-182)

☆☆☆

عاشورہ کا روزہ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، اور یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ (روزہ) کیوں رکھتے ہو؟) تو انہوں نے کہا: "(اس لئے کہ) یہ خوشی کا دن ہے، اس دن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دشمن سے نجات دلائی تھی، تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا: (میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ تعلق رکھتا ہوں) تو آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا، اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔"

عاشوراء کے روزے سے صرف صغیرہ گناہ مٹتے ہیں، جبکہ کبیرہ گناہوں کیلئے خصوصی توبہ کی ضرورت ہو گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"عرفہ کے دن کا روزہ تمام چھوٹے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، تو حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ: کبیرہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔"

اس کے بعد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

"عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، جبکہ عاشوراء کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، اسی طرح جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

مذکورہ تمام اعمال گناہوں کو مٹانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور چنانچہ اگر کوئی صغیرہ گناہ موجود ہوا تو وہ مٹ جائے گا، اور اگر صغیرہ یا کبیرہ کوئی بھی گناہ نہ ہوا تو اس کے بدلے میں نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور درجات بلند کر دیئے جائیں گے، اور اگر کوئی ایک یا متعدد کبیرہ گناہ ہوئے، لیکن کوئی صغیرہ گناہ نہ پایا گیا، تو ہمیں امید ہے کہ ان کبیرہ گناہوں میں کچھ تخفیف ہو جائے گی۔" (المجموع شرح المهذب)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

"وضو، نماز، ایسے ہی رمضان، یوم عرفہ، اور عاشوراء کے روزے صرف صغیرہ گناہوں کو ہی مٹا سکتے ہیں۔" (الفتاوی الکبریٰ)

☆☆☆

اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام سے ہوتی ہے اور یہ حرمت وادب والا مہینہ ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

محرم افضل مہینہ ہے۔(سنن نسائی)

ایام جاہلیت میں قریش عاشورہ (محرم کی دسویں تاریخ) کو روزہ رکھتے تھے اور مکی زندگی میں رسول اکرم ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

عاشورہ کے دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے جبر و استبداد سے نجات ملی۔(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ عاشورہ کا روزہ نہیں چھوڑتے تھے۔(سنن نسائی)

رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے مہینے کے ہیں۔(صحیح مسلم)

محرم کے روزے کی اتنی اہمیت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ قوم کے گناہ بخش دیئے ہیں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کئی قوموں کے گناہ معاف فرمادے گا۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اس سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

یہودی محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ اسی لئے ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے آپ ﷺ نے ایک دن پہلے یا بعد یعنی محرم کی نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد)

ماہ محرم الحرام اسلامی تقویم کا پہلا مہینہ ہے۔ اس لئے چاہئے تو یہی تھا کہ مسلمان ہنسی خوشی، نئے ولولوں اور عزائم کے ساتھ اس میں داخل ہوتے۔ سال کے پہلے دن رسول اکرم ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے عظیم الشان واقعہ اور اس کی دس تاریخ کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت پاک کے میدان کربلا میں شہادت پانے کے سانحہ فاجعہ سے مسلمانوں کے مصائب پر صبر کرنے اور دین اسلام پر استقامت اختیار کرنے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہنے کا جذبہ پیدا کرتے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہنے کا درس حاصل کرتے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد اس مہینے کا استقبال رنج و غم، نالہ وشیون اور نوحہ اور ماتم سے کرتی ہے اور اس سے جو سبق حاصل کرنے تھے ان سے یکسر غافل ہے۔

ذیل میں اس ماہ ہونے والی بعض رسومات کی طرف نشاندہی کی جارہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ محدثین فقہاء اور سلف صالحین سے ان چیزوں کا ثبوت نہیں ہے، لہٰذا یہ بدعت کے کام ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"جس نے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جس کا ثبوت دین سے نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔" (صحیح بخاری)

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"سب کاموں سے بُرا کام بدعت (ثواب سمجھ کر دین میں نیا کام ایجاد کرنا) ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (صحیح مسلم)

محرم کی ابتدائی دس دنوں میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کربلا کے نام سے تعزیے نکالتے ہیں اور ان کے سامنے منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں اور ان پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ایسا کرنے کو کار ثواب اور نہ کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ جو مراسم، اللہ کے سامنے ادا کرنے چاہیے تھے، وہ تعزیوں کے سامنے ادا کئے جاتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں، اس لئے صریح بدعت بلکہ شرک ہے۔

مسلمانوں کی اس حالت زار پر مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی مسدس میں کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پر دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

☆عاشورہ کے دن کچھ ماکولات ومشروبات باہتمام بنا کر ان پر فاتحہ (سورہ فاتحہ، کافرون، اخلاص، فلق اور سورہ ناس وغیرہ) پڑھتے ہیں شریعت سے یہ امر ثابت نہیں ہے، اس لئے ایسا کرنا بدعت ہے۔

☆گریہ وزاری، نوحہ وماتم، سینہ کوبی اور زنجیر زنی، سر پر خاک ڈالنا اور اس کو دیکھنے کے لئے دور دور سے جمع ہونا یہ جملہ امور ممنوع ہیں اور اسلام میں انہیں جاہلیت کے کام کہا گیا ہے، اس لئے بدعت ہیں۔

☆عاشورہ کے دن پانی، دودھ یا مشروبات کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں چونکہ اس طرح کرنے سے روزہ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی ایک سنت کے مقابلہ میں ایک بدعت فروغ پاتی ہے، اس لئے یہ بھی کار عبث اور بدعت ہے۔

☆عاشورہ کے چالیسویں دن چہلم کے نام سے دعوتیں کی جاتی ہیں اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا ثواب شہدا کربلا کو پہنچتا ہے۔ ایصال ثواب کا یہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ایجاد بندہ ہے اور بدعت ہے۔

☆ اس مہینے میں واعظین اور خطباء حضرات موضوع احادیث، جھوٹے اور من گھڑت قصے کہانیاں سنا کر عوام کے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق سے بدگمانیاں پیدا کرتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، جو کہ ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔

☆اس مہینے میں شادی بیاہ کرنے، میاں بیوی کے ملنے، خوشی منانے اور اچھا لباس زیب تن کرنے کو حرام گردانتے ہیں اور اس میں پیدا ہونے والے بچوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے جو کہ سراسر جہالت اور نادانی ہے اور اسلام سے یکسر ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جملہ شرک وبدعات سے بچنے اور رسول اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے اور آپ ﷺ کے مبارک خانوادہ کو مشعلِ راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:
"حقیقت میں وہ لوگ بھی عملاً ان کا ساتھ چاہتے تھے، ان کے دل میں بھی اس کی تڑپ تھی، لیکن عذر کی بنا پر اپنی تمنا پوری نہیں کر سکے؛ چنانچہ وہ بھ (اپنی پختہ نیت اور ارادے کی وجہ سے غزوہ میں) عملاً شرکت کرنے والوں کے برابر درجے تک پہنچ گئے۔"
(مجموع الفتاوی:10 / 441)

مسلک اہل حدیث

جادۂ صدق وصفا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث — مشربِ مہر و وفا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
دعوتِ خیر الوریٰؐ ہے، مسلکِ اہلِ حدیث — شاہراہِ مصطفیٰؐ ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
مشعلِ راہِ ہدیٰ ہے، مسلکِ اہلِ حدیث — ظلمتِ شب میں ضیا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
ہے نقائص سے مُبَرَّا، پاک تاویلات سے — حق نگر، حق آشنا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
اس میں کوئی شک نہیں یہ ہے صراط مستقیم — ٹیڑھی راہوں سے بچا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
جوہرِ خیر القروں ہے، پیکرِ اسلام ہے — ہاں سلَف کا راستہ ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
اتباعِ سنتِ نبویؐ کی ہے اس میں ضیاء — نورِ توحیدِ خدا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
ماحئِ شرک وضلالت، قامعِ بدعات وزُور — ٹھوک کر دیکھو کھرا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
مسلک حق سے ہے آخر بدگمانی کس لیے؟ — کامرانی کا لِواء ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
فرقہ بندی چھوڑ کر ہوں وحدتِ ملت میں ضم — درس سب کو دے رہا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث
شکرِ رب کیوں کر ادا ہو ہم سے اے ثاقب بھلا — فضل سے اس کے ملا ہے، مسلکِ اہلِ حدیث

ڈاکٹر عبدالرب ثاقب ڈڈلی

مولانا کاکا سعید احمد عمری سے ایک یادگار ملاقات

محمد خالد اعظمی (حال مقیم کویت)

(جنوبی ہند کی عظیم الشان دینی درس گاہ جامعہ دار السلام عمر آباد تمل ناڈو کے جنرل سکریٹری مولانا کاکا سعید احمد عمری صاحب ایک ماہ کی علالت کے بعد 88 سال کی عمر میں 11 مئی 2024ء تقریباً سہ پہر پونے تین بجے عمر آباد میں انتقال ہوگیا۔إنا للہ وإنا إلیه راجعون۔ نماز جنازہ 12 مئی بروز اتوار بوقت 11 بجے جامعہ دار السلام عمر آباد میں ادا کی گئی۔

مرحوم کے پسماندگان میں چار صاحبزادے مولانا کاکا انیس احمد عمری، کاکا امین احمد، کاکا فہیم احمد، کاکا ندیم احمد، تین صاحبزادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

کاکا سعید احمد عمری بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اس کا اعتراف اہم شخصیات نے کھل کر کیا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی کہتے ہیں کہ مرحوم علم دوست، علماء کے قدرداں، قومی وملی غیرت سے سرشار، مہمان نواز، اچھے انسان اور عظیم دینی، علمی اور سلفی خانوادے کے چشم وچراغ تھے۔ قومی وملی اور سماجی کاز سے کافی دلچسپی رکھتے تھے اور دینی وملی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

اسی طرح آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ان کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"وہ ایک مثالی شخصیت تھے، وہ علم وعمل کا حسین امتزاج تھے، انھوں نے تعلیم کے میدان میں بڑی محنت کی، ان کے زیر اہتمام جامعہ دار السلام کو بڑی ترقی حاصل ہوئی، اس جامعہ کا بنیادی مقصد دینی اور عصری تعلیم کا امتزاج اور مسلک ومشرب کی سطح سے اوپر اٹھ کر دین اور علم دین کی خدمت کرنا ہے، انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو اسی راہ پر قائم رکھا اور اس سلسلے میں انتہا پسندانہ نقطۂ نظر رکھنے والے حضرات کی کوئی پروا نہیں کی۔"

کاکا سعید احمد عمری کو برادرانِ وطن میں دعوت اسلام کے کام سے بڑی دلچسپی تھی۔ مرحوم اتحادِ ملت کے بہت طاقتور داعی تھے، وہ اپنی نجی مجلس اور عوامی محفل دونوں میں اتحاد ملت کے نقیب تھے۔

دوسری جانب سید سعادت اللہ حسینی امیر جماعت اسلامی ہند نے فرمایا کہ

"ان کی وفات سے ملت اسلامیہ ہند ایک مخلص عالم، منتظم اور سماجی خدمت گار سے محروم ہوگئی ہے۔ ان کی رحلت ملت اسلامیہ ہند کا بڑا خسارہ ہے۔ ان کے دور نظامت میں اس جامعہ نے خوب ترقی کی اور علمی دنیا میں ایک منفرد مقام بنایا۔

آپ جامعہ دار السلام کے کام سے کویت تشریف لایا کرتے تھے۔ اس دوران کویت میں مقیم جناب محمد ہوشدار خان جنھوں نے آل انڈیا ملی کونسل کا مرکزی دفتر خریدنے کے لیے پوری رقم دی تھی۔ انھیں کی آفس میں اتوار کی ہفتہ واری مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے اور اپنے پند و نصائح سے اہل مجلس کو فیضیاب کرتے۔

قابل ذکر یہ ہے کہ اس مجلس میں مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ڈاکٹر عبد الحق انصاری سابق امیر جماعت اسلامی ہند، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، مولانا سید رابع حسنی ندوی سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، مولانا ولی رحمانی سابق جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے علاوہ مولانا اصغر علی امام مہدی امیر جمعیت اہل حدیث ہند، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صدر ویلفیئر پارٹی آف انڈیا، ڈاکٹر منظور عالم صدر آل انڈیا ملی کونسل اور دیگر شخصیات شریک ہوا کرتی تھیں۔

آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ جامعہ عمارتوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اس کے تلامذہ کا نام ہے جو جامعہ کے نور سے مستفید ہو کر عالم میں ضیا پاشی کررہے ہیں۔ مرحوم اپنے تلامذہ کو پانچ باتوں کی تلقین کیا کرتے تھے:

- پہلی اصلاح نفس۔
- دوسری اصلاح امت۔
- تیسری دعوت دین۔
- چوتھی خدمت خلق
- اور پانچویں تنظیم۔

علمائے کرام اور قائدین ملت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اس دور میں جب کہ لوگ فکری انحطاط کے شکار ہیں وہ کاکا سعید عمری مرحوم کو بہترین خراج عقیدت اسی وقت پیش کرسکتے ہیں جب کہ وہ فکری اعتدال، مسلکی تشدد کے خلاف اعتدال وتوازن اور محبت ومودت کی روش اختیار کریں۔

کویت جیسے چھوٹے سے ملک میں جب بھی کسی مشہور شخصیت کا ورود ہوتا ہے تو ان سے کسی نہ کسی موڑ پر

ملاقات ہو جاتی ہے۔حسن اتفاق سے جنوبی ہند کی عظیم درس گاہ جامعہ دار السلام عمر آباد کے سیکرٹری جنرل جناب کاکا سعید احمد عمری سے بھی ایک پروگرام میں ملاقات ہوگئی تھی ۔ ان سے ملاقات کب ہوئی تاریخ اور سن یاد نہیں لیکن اس وقت میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کویت سے نکلنے والے ماہانہ میگزین مصباح کے لیے یہ انٹرویو لیا تھا۔ اس انٹرویو کی افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ حذف واضافہ کے ساتھ اسے دوبارہ پیش کیا جارہاہے۔)

مولانا کاکا سعید احمد عمری کی شخصیت بڑی ہی پیاری تھی۔ خاکساری و تواضع ان کے چہرے سے ٹپکتی تھی۔ جب بھی ان کی تعریف میں کوئی بات کہی جاتی توان کا یہی جواب ہوتا کہ میں تو ایک ادنی سا شخص ہوں اور جو کچھ ادارے کے لیے بن پڑتا ہے وہ میں کردیتاہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھتا ہوں۔ اس طرح کے الفاظ بہت کم ہی لوگوں سے سننے کو ملتے ہیں۔ مرحوم سے میری گفتگو کافی طویل تھیں اس لیے بہت ساری باتیں حذف کردی گئی ہیں۔

سوال: محترم آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: میری پیدائش 1936ء عمر آباد میں ہوئی، جو میرا آبائی وطن ہے۔

سوال: کیا آپ اپنے خاندان کے متعلق کچھ بتائیں گے؟

جواب: میں جس خاندان سے تعلق رکھتاہوں وہ کاکا ہے اور کاکا خاندان کا آبائی پیشہ تجارت ہے۔ چمڑے کی تجارت میں ہمارے خاندان نے کافی نام کمایاہے، اس کے لیے میں اللہ کا شکر ادا کرتاہوں کہ اس رب ذوا لجلال نے ہمیں حلال تجارت کے لیے منتخب کیاہے۔ ہمارا خاندان زمانہ دراز سے چمڑے کی تجارت سے منسلک ہے، جنوبی ہند کے مشہور شہر مدراس میں ہمارے کارخانے ہیں اور ہم اپنے کارخانے کی بنی ہوئی اشیاء بیرون ملک یعنی یورپ، امریکا اور دیگر ممالک میں ایکسپورٹ کرتے ہیں۔

سوال: آپ کا خاندان تجارت پیشہ ہونے کے باوجود دین کی طرف میلان رہا، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: دراصل میرا خاندان غزنوی خاندان سے متاثر ہوا ہے، جس کی وجہ پورا خاندان دینی مزاج کا حامل ہے۔حسن اتفاق سے ہمارا پورا خاندان دینی مزاج، دینی خیالات اور دینی فکر کا حامل ہے۔ الحمدللہ

سوال: جامعہ قائم کرنے کا خیال کب اور کیسے آیا؟

جواب: بانی جامعہ کاکا محمد عمر مرحوم اپنی تجارت کی غرض سے بھوپال، دہلی اور امرتسر جایا کرتے تھے۔ دوران سفر ان کی ملاقات غزنوی خاندان سے ہوگئی جن میں شیخ عبدالجبار غزنوی مرحوم کے علاوہ محدث کبیر شیخ نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ محمد بشیر وغیر ہم۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں قبروں کو نور سے بھر دے آمین۔ سے کافی متاثر تھے۔ ان کے خاندان کے لوگوں کے مواعظ سے کافی استفادہ کیا، اسی سے متاثر ہو کر ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ایک معتدل قسم کا ادارہ قائم کیا جائے۔ اس سوچ نے ان کی زندگی کی کایا ہی پلٹ دی، لہٰذا مدرسہ کے ساتھ ساتھ ایک نئے ماحول کی تشکیل کے لیے ایک گاؤں اپنے نام سے بسایا اور آنے والوں کو اپنی زمینیں عنایت فرمائیں۔ اگر آپ ماضی کے جھروکوں میں دیکھیں تو کہنے کو تو یہ بہت پرانی بات ہے لیکن اس پھلدار درخت کا پھل ایسا ہے کہ جیسے کہ یہ کل ہی کی بات ہے، 1343ھ بمطابق 1924ء کا واقعہ ہے کہ صوبہ تمل ناڈو کے ضلع نارتھ آرکاٹ میں کئی ایکڑ زمین خریدی، اسے آباد کیا اور اپنے نام سے اس کا نام عمر آباد رکھا اور وہیں ایک علمی اور دینی درس گاہ کی بنیاد رکھی جس کا نام جامعہ دار السلام لارشاد الناس رکھا۔

سوال: بانی جامعہ کس مسلک سے تعلق رکھتے تھے؟

جواب: بانی جامعہ مسلکاًاہل حدیث تھے، لیکن معتدل مزاج تھے۔

سوال: مؤسس وبانی جامعہ کاکا محمد عمر صاحب کتنے دنوں تک ادارہ کی نظامت کرتے رہے؟

جواب: مرحوم کاکا محمد عمر صرف تین چار سالوں تک ہی اس کی نظامت کر سکے، اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

سوال: آپ اپنی تعلیم کے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: میری ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلی تعلیم تک جامعہ دارالسلام عمرآباد میں ہوئی اوروہیں سے 1956ء میں فراغت ہوئی۔

سوال: کتنے سالوں سے جامعہ کے سیکرٹری ہیں؟

جواب: میں تقریباً 20 سالوں سے جامعہ کا سیکرٹری ہوں اور اس کی خدمات انجام دے رہاہوں۔

سوال: کیا جامعہ کے لیے وقف وغیرہ کا بھی انتظام ہے؟

جواب: جامعہ کے لیے وقف کا بہت ہی اچھا نظم ہے۔ اس کی شروعات ہمارے دادا ہی کے زمانے سے شروع ہوئی تھی اور اب تک اس میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔ کاکا محمد عمر صاحب نے جامعہ قائم کرنے بعد باغ، عمارتیں اور دیگر چیزیں وقف کردیں تھیں۔ اب دن بدن مزید اس میں اضافہ ہو رہاہے۔

سوال: کیا جامعہ کی نظامت آپ ہی کے خاندان میں ہے؟

جواب: جی، ہاں ہمارا ہی خاندان اس ادارہ کی نظامت اب تک سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر مستقبل میں کوئی ہم سے بہتر انتظام کرنے والا ملے گا تو ہم اس کے حوالے کردیں گے۔

میرے خیال میں ہمارا خاندان بہت ہی اچھے طریقے سے جامعہ کی نظامت کررہاہے اور جامعہ دن دوگنی

رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ کی قسمت میں کامیابی و کامرانی لکھ دی ہے، اس طرح یہ ادارہ اول دن ہی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہا اور آج اس کا حال یہ ہے کہ جنوبی ہندوستان بالخصوص اور پورے ہندوستان میں بالعموم وہ اپنا ایک مقام بنا چکا ہے۔

سوال: جامعہ دار السلام، عمر آباد کا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: جامعہ کے قیام کے دوران ہی مؤسس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ وقت کی اہم ضرورت اتحاد واتفاق ہے، لہٰذا وقت کے عظیم علمائے کرام اور دانشوران سے جامعہ کے نصاب سے متعلق مشورہ کیا اور ایک ایسا جامع نصاب تعلیم تیار کیا، جس میں مسلکی، فقہی اور گروہی اعتبار سے کوئی سروکار نہیں تھا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ایک ہی چھت کے نیچے مختلف مسالک، مختلف فقہ اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کے علاوہ طلبہ بھی تھے۔

سوال: جامعہ کے طلبہ میں اعتدال پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ہمارے یہاں طلبہ کے درمیان جو اعتدال ہے وہ دراصل جامعہ کے نصاب تعلیم اور اساتذہ کرام کے کردار کی وجہ سے ہے اور ساتھ ہی جامعہ کے سالانہ اجلاس میں ہر مسلک ومشرب کے علماء و قائدین شریک ہوتے ہیں۔

سول: قوم کو متحد کرنے میں جامعہ کا کیا کردار رہا ہے؟

جواب: قوم کو متحد کرنے میں جامعہ کا کردار یہ ہے کہ آپسی اختلاف ہی صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم کسی کو برداشت نہیں کرتے لیکن ہمارے یہاں لوگ ایک دوسروں کی باتوں کو سنتے ہیں، مسائل کو حل کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اعتدال پیدا ہوا ہے۔

سوال: جامعہ میں بہتری کب سے زیادہ آئی ہے؟

جواب: 1977ء میں جامعہ کا گولڈن جبلی منایا گیا، جس میں ملک و بیرون ملک کی مشہور شخصیات نے شرکت کی، جس میں ایک عظیم منصوبہ تیار کیا گیا۔ جس کے بعد جامعہ کی مقبولیت میں چار چاند لگ گئے، ساتھ ہی جامعہ کے مختلف شعبہ جات کھلے۔

سوال: کیا جامعہ دارالسلام کو مخالفتوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے؟

جواب: ہاں، جامعہ کو بہت ساری مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور پڑ رہا ہے، جن میں سے چند باتیں بطور مثال پیش کر رہا ہوں، مثلاً:

☆ بہت سارے سادہ لوح افراد یا ادارے یا جماعتیں ہمارے ادارے کو اہلحدیث کا ادارہ کہتے ہیں نیز ان کا کہنا ہے کہ اس ادارے کو ختم ہونا چاہیے۔

☆ دوسرے لوگ ہمارے ادارے کو جماعت اسلامی کا ادارہ سمجھتے ہیں، لہٰذا اس وجہ سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ تیسرے وہ لوگ جو جامعہ کے متعلق یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ ادارہ کسی مسلک و مذہب کا نہیں ہے لہٰذا اس کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

سوال: مختلف مسلک و مشرب کے لوگوں کی مخالفتوں کا مقابلہ کیسے کرتے ہیں؟

جواب: ہمارے تمام ذمہ داران و اساتذہ جامعہ تمام لوگوں کی باتوں کو بحسن و خوبی سنتے ہیں اس کے بعد ہماری کوشش ہوتی ہے کہ معاملہ کا حل اچھی طرح نکل آئے بصورت دیگر ہمارے فارغین ہی احسن طریقے سے لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال: غیر مسلموں اور نومسلموں میں دعوتی کام کرنے کا جذبہ کب پیدا ہوا ہے اور کیسے؟

جواب: اس کی بھی تاریخ ہے، اگر آپ ماضی کا مطالعہ کریں تو مدراس کے علاقہ میں قبول اسلام کا سلسلہ 1935ء سے شروع ہوا ہے جس کی بنیادی وجہ اسلام کی حقانیت تھی نہ کہ لوگوں کی کوششیں۔ اس وقت جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کی تربیت کے لیے مختلف لوگوں نے اپنے اپنے طریقہ سے مقامی سطح پر کام کرنا شروع کر دیا۔

ہندوستان کے آزاد ہونے کے بعد قبول اسلام میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک اندازہ کے مطابق 1990ء تک 50 ہزار افراد اسلام میں داخل ہوئے ہوں گے۔ یہ کام خاموشی سے ہو رہا تھا لیکن بعض افراد نے اس کی تشہیر کر دی جس کا غلط اثر پڑا۔ جنوبی ہند میں جن لوگوں کو اسلام قبول کرنا ہوتا تو لوگ مقامی جامع مسجد میں جاتے اور امام کے سامنے مشرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن تشہیر ہونے کے بعد کافی رکاوٹیں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔

سوال: کیا آزادی سے قبل غیر مسلموں میں کام کرنے کا چلن تھا؟

جواب: ہاں، آزادی سے پہلے کیرالا میں چند ادارے ایسے تھے جو غیر مسلموں میں ہی دعوت دین کا کام کرتے تھے۔

سوال: کیا جامعہ دار السلام عمر آباد میں بھی نومسلموں میں کام کرنے کے لیے کوئی پروگرام ہے؟

جواب: جی ہاں، جامعہ میں نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ شروع میں یہ کورس دو سال کا تھا لیکن حالات اور لوگوں کی مشغولیت کے مدنظر اس کی مدت کم کر دی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ تعلیمی و تربیتی کورس ہے۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دوران کورس طلبہ قرب و جوار کے علاقوں کی مساجد میں خطبہ بھی دیتے ہیں اور کورس ختم کرنے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں بحیثیت داعی کام کرتے ہیں۔

سوال: کیا جامعہ میں غیر مسلموں کے لیے بھی کوئی کورس ہے؟

جواب: ہاں، جامعہ میں غیر مسلموں میں کام کرنے کے لیے بھی کورس ہے تاکہ ملک کی بڑی آبادی کو اسلام سے متعارف کرایا جاسکے ۔ اس کے لیے ہمارے ادارہ میں غیر مسلموں میں دعوت کا کام کیسے کیا جائے کے نام سے کورس ہے۔

یہ کورس دو سالوں پر مشتمل ہے۔لیکن حالات کے لحاظ سے اس کورس کی مدت چھ ماہ کر دی گئی ہے اور دوران تعلیم طلبہ تعلیم کے ساتھ عملی میدان میں بھی حصہ لیتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ

کورس میں شامل ہونے والے افراد آدھا وقت کلاس میں اور آدھا وقت میدان میں دیتے ہیں۔

سوال: کیا آپ جامعہ کے علاوہ دیگر عربی مدارس میں بھی دعوتی کام کی اہمیت سے واقف کرا رہے ہیں؟

جواب: ہمارے ادارے کے لوگ پوری طرح کوشش کررہے ہیں کہ دعوتی جذبہ عام ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت بہت سارے عربی مدارس میں دعوتی کام کرنے کا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ عام طور پر ہمارے مدارس سے دعوتی کام کرنے کا جذبہ مفقود ہے؟

جواب: حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دعوت کی اہمیت سے بے خبر ہیں۔ دعوت کا موضوع ہمارے مدارس کے طرز تعلیم میں بحیثیت ایک مضمون کے شامل رہنا چاہئے کہ برادران وطن میں دعوت دین کا جذبہ ہو اور ان میں اصلاح امت کا جذبہ بھی پیدا ہو۔

1937ء میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا نام شاید اسلام کا سرچشمہ قوت تھا۔اس میں انھوں نے لکھا کہ اسلام میں الگ پیشہ ور مبلغ کا تصور نہیں ہے بلکہ ہر شخص مبلغ ہے جیسا کہ جنوبی ہندوستان کے مسلمان کررہے ہیں۔

یہاں تک کہ بعض غیر مسلم حضرات صرف قرآن کی تلاوت سن کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

سوال: کیا جامعہ کے فارغین کے لیے دعوتی کام کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کچھ پروگرام بنایا ہے؟

جواب: آپ کی بات درست ہے کہ جامعہ کے فارغین کے لیے ایسا ہونا چاہیے اس کے لیے جامعہ کے فارغین میں تذکیری پروگرام ہوا کرتا ہے جیسا کہ بنگلور میں ہوا۔

علمائے کرام وارثین انبیاء ہیں۔دعوت و تبلیغ، انبیاء کا مشن اور علماء کرام کی عظیم ذمہ داری ہے۔ اصلاح وتزکیہ اور تعمیر سیرت دعوت کا پہلا زینہ ہے۔اور یہ وہ کام ہے جس کی ضرورت کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک محسوس کرتے تھے۔

اصلاح نفس، فکر آخرت اور خود احتسابی کا جذبہ جب تک ہمارے اندر پیدا نہ ہو گا اس وقت تک ہم اپنے فرض منصبی کے امین اور نگہبان نہیں ہوسکتے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم زندگی کے ہنگاموں سے دور ہو کر اپنے گناہوں پر نادم ہوں، خود کو نارِ جہنم سے بچائیں اور جنت میں داخل ہونے کی تمام تدابیر پر غوروخوض کریں، رضائے الٰہی اور آخرت کی نعمت عظمی کے حصول کی ہر ممکن طریقہ پر سیر حاصل گفتگو کریں اور زندگی کو بامقصد بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

سوال: بیرون ملک بالخصوص خلیج میں رہنے والوں سے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب: میں بالخصوص اپنے ادارے کے فارغین اور بالعموم تمام لوگوں سے یہی بات کہوں گا کہ وہ مالی فراغت کی وجہ سے شکرانہ کے طور پر اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ کریں۔

سوال: کیا آپ کے ادارے میں ملک اور بیرون ملک کے فارغین کے اساتذہ کی تدریسی ذمہ داریاں یکساں ہیں یا فرق ہے؟

جواب: ہمارے ادارے میں ملک اور بیرون ملک کے فارغین کی تدریسی ذمہ داریاں یکساں ہے، اس میں کوئی تفریق نہیں ہے، ورنہ عام طور پر میں نے دیکھا ہے کہ

ہندوستان کے بہت سارے مدارس میں جو اساتذہ بیرون ملک کے فارغ ہوتے ہیں ان کی تدریسی ذمہ داریاں برائے نام ہوتی ہیں، جس کا غلط اثر دیگر اساتذہ پر پڑتا ہے۔

☆☆☆

ماہِ محرم کی بدعات

ہم نے ماہِ محرم سے بہت سے غلط رواج وابستہ کر لئے ہیں، اسے دکھ اور مصیبت کا مہینہ قرار دے لیا ہے جس کے اظہار کے لئے سیاہ لباس پہنا جاتا ہے۔ رونا پیٹنا، تعزیہ کا جلوس نکالنا اور مجالس عزا وغیرہ منعقد کرنا یہ سب کچھ کارِ ثواب سمجھ کر اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کے اظہار کے طور پر کیا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ سب چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے صریح خلاف ہیں۔ فقہ جعفریہ حضرات کی دیکھا دیکھی خود کو سنی کہلانے والے بھی بہت سی بدعات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ مثلاً اس ماہ میں شادی بیاہ کو بے برکتی اور مصائب و آلام کے دور کی ابتدا کا باعث سمجھ کر اس سے احتراز کیا جاتا ہے اور لوگ اعمالِ مسنونہ کو چھوڑ کر بہت سی من گھڑت اور موضوع احادیث پر عمل کرتے ہیں مثلاً

بعض لوگ خصوصیت سے عاشوراء کے روز بعض مساجد و مقابر کی زیارتیں کرتے اور خوب صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور اس دن اہل و عیال پر فراخی کرنے کو سارے سال کے لئے موجب برکت سمجھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆

خطباتِ حرم

حج کی فضیلت اور مسلمانوں کی زندگی پر اس کا اثر

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر یاسر بن راشد دوسری حفظہ اللہ مترجم: محمد عاطف الیاس

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے اپنے فضل سے بھلائی کے راستے آسان کیے، اپنے بندوں کو اپنے پاکیزہ گھر تک پہنچایا تاکہ حاجی اپنی نذروں کو پورا کر سکیں اور اپنے رب سے مغفرت کی امید رکھیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے آل واصحاب پر اور قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر رحمتیں نازل فرمائے۔

بعدازاں:

اے لوگو! میں خود اور آپ سب کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے اور روزِ قیامت کے لیے بہترین انجام کا ذریعہ ہے۔ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہو، اس کے قرآن میں نازل کردہ فرمانِ حق کو یاد رکھو:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (سورۃ المائدۃ:27)

”اللہ صرف متقی لوگوں سے قبول کرتا ہے۔“

اے مسلمانو! اہلِ اسلام کی عظیم ترین بہاروں میں سے ایک بہار ختم ہو چکی ہے، حج کے ایام اور اس کی عظیم شعائر بھی اختتام پذیر ہو چکے ہیں۔ حاجیوں نے بہترین طریقے یہ دن گزارے، مشاعرِ مقدسہ میں خشوع و خضوع کے ساتھ قیام کیا، اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر رب العالمین سے دعائیں مانگیں اور اپنے گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہو گئے۔ تو مبارک ہو انہیں اس تکمیلِ عبادت پر، مبارک ہو انہیں اللہ کے فضل و انعام پر۔

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾

”کہہ دیجیے کہ اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔ “(سورۃ یونس:58)

اللہ کی نعمتوں اور انعامات پر شکر گزار ہو جاؤ، کیونکہ شکر گزاری مزید نعمتوں کا راستہ ہے اور اسی سے حج اور عبادت کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (سورۃ ابراہیم:7)

” تمہارے رب نے اعلان کیا ہے اگر تم شکر گزار ہو گے تو میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا۔“

اے حجاج بیت اللہ، آپ نے اپنی زندگی کا ایک نیا صفحہ سے شروع کیا ہے، حج کے بعد پاکیزہ لباس میں پلٹے ہیں۔ تو اللہ کو بھلے بن کر دکھائیں، جب تک زندگی ہے، اپنی نیکیوں کی حفاظت کریں، گناہوں سے دور رہیں، جو کچھ آپ نے کمایا کیا ہے اس کی نگہبانی کریں، جو کچھ تعمیر کیا ہے اسے گرنے مت دیں۔

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا﴾(النحل:92)

” تمہاری حالت اُس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے آپ ہی محنت سے سوت کاتا اور پھر آپ ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔“

حج مبرور کی علامت اور اس کی قبولیت کی نشانی یہ ہے کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی کی توفیق ملے اور مستقل مزاجی آجائے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾ (سورۃ الشرح:7)

”پھر جب تم فارغ ہو، تو عبادت میں جت جاؤ۔“

مؤمن یہی کا حال یہ ہوتا ہے، جب بھی وہ ایک عبادت سے فارغ ہوتا ہے، تو دوسری عبادت شروع کر دیتا ہے۔ تو خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی عیدیں نیکیوں کی قبولیت پر ہوتی ہیں، جن کی امیدیں سب سے بلند ہوتی ہیں، جن کے احوال بہتری کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ کیونکہ مؤمن کے لئے نیکی کا موقع تو اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ اس کی روح قبض نہیں ہو جاتی۔

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾

”اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔“ (سورۃ الحجر:99)

اے مؤمنو! جس نے حج میں رحمان کے لئے لبیک کہا، اسے چاہیے کہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ کی فرمان برداری میں مصروف رہے۔ جس نے حج میں محظورات احرام سے پرہیز کیا، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ چیزیں ہمیشہ کے لیے محظور ہیں۔ شیطان کی پیروی سے بچو، رحمان کے حدود کے قریب نہ جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ألا وإن لكل ملكٍ حِمَى، ألا وإن حِمَى الله محارِمُه» (متفق علیہ)

”سنو! ہر بادشاہ کا ایک محفوظ علاقہ ہوتا ہے، اور اللہ کا محفوظ علاقہ اس کی حرام کام ہیں۔“

اللہ کے بندو! اللہ تعالی مجھے اور آپ کو قرآن و سنت کی برکتوں سے نوازے، ہمیں ان میں موجود آیات و

حکمت سے فائدہ دے۔ جو کچھ آپ نے سنا، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ سے اپنے اور آپ کے لئے معافی مانگتا ہوں۔ آپ بھی اسی سے معافی مانگو، بے شک وہ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو اپنے متقی بندوں کو بے شمار عطائیں دینے والا ہے، ہر وقت انہیں نعمتوں سے نوازتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے، رسول اور امام المتقین ہیں۔ اللہ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب پر رحمتیں نازل فرمائے۔

بعد ازاں:

اے اللہ کے مہمانو! یہ اللہ کی خاص توفیق ہے کہ حاجی حج کے بعد خالص توحید لے کر لوٹے، اس کا دل پاک ہو چکا ہو، اس کا ایمان بڑھ گیا ہو، اس کی حالت بہتر ہو گئی ہو، اس کا اخلاق اچھا ہو چکا ہو، اس کا یقین مضبوط ہو گیا ہو اور اس کا تقویٰ بڑھ گیا ہو۔ حسن بصری سے پوچھا گیا: حج مبرور کیا ہے؟ انہوں نے کہا:

"أن تعودَ زاهِدًا في الدنيا راغِبًا في الآخرة"

"کہ انسان دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف رغبت راغب ہو کر لوٹے۔"

اے عبادت گزارو!

مختلف اقسام کی عبادت کرنے کے بعد استقامت کے راستے پر قائم رہو، کیونکہ آپ دائمی اقامت گاہ میں نہیں ہو۔

اے حجاج کرام! اے نمازیو!

یاد رکھو کہ مسجد حرام میں ان دنوں خطبہ مختصر اور نماز ہلکی کی جاتی ہے تاکہ زائرین کو آسانی ہو اور وہ گرمی اور بھیڑ سے بچ سکیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ الأحزاب:56)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔"

اے اللہ! اپنے امانت دار رسول حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما، آپ ﷺ کی پاک اور طیب و طاہر آل پر بھی، ازواج مطہرات پر بھی جو مومنوں کی مائیں ہیں، سب پر بھی رحمتیں نازل فرما۔

اے اللہ! خلفائے راشدین سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی راضی ہو جا۔ ہم سے بھی اپنی بخشش، کرم اور احسان کے ساتھ راضی ہو جا، اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے!

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما، اپنے موحد بندوں کی مدد فرما، دین کی حفاظت فرما، اس ملک کو اور تمام اسلامی ممالک کو امن و اطمینان عطا فرما، اے رب العالمین۔

اے اللہ! حاجیوں کے حج اور ان کے کاوشوں کو قبول فرما، ان کے حج کو مقبول اور ان کی محنت کو مشکور بنا، ان کے گناہوں کو بخش دے۔

اے اللہ! ان کے سفر کو سعادت والا بنا، اور ان کی اپنے ملکوں میں واپسی کو خیر والی بنا، ان کی راہ کو سلامتی اور امن والا بنا۔

اے اللہ! ہمارے امام اور ولی امر خادم حرمین اور ان کے ولی عہد کو اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق عطا فرما، انہیں ان کے اعمال کا بہترین اجر اور ثواب عطا فرما، جو وہ حرمین شریفین کے لئے کرتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کو جزائے خیر عطا فرما جو مہمانانِ رحمن کی خدمت میں ہیں، ہمارے محافظوں اور سرحدوں پر ہمارے سپاہیوں کو بہترین اجر عطا فرما۔

اے اللہ! پریشان حالوں کی پریشانی دور فرما، مصیبت زدوں کی مصیبت دور فرما، قرض داروں کے قرض ادا فرما، ہمارے مریضوں اور تمام مسلمانوں کے مریضوں کو شفا عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے مرحومین اور تمام مسلمانوں کے مرحومین پر رحم فرما، دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی مدد فرما، فلسطین میں ان کی مدد فرما۔

اے اللہ! ان کی مدد فرما، اور ان کے ہر دکھ کو راحت میں بدل دے، اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے، اور ہر بیماری سے شفا عطا فرما۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرۃ:127)

"اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے"

ہمیں معاف فرما، بے شک تو بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم پر رحم فرما، بے شک تو بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ * وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الصافات:180-182)

"پاک ہے تیرا رب، عزت والا، ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ سلام ہے رسولوں پر۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے"

☆☆☆

قریب المرگ شخص کو کلمے کی تلقین

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.» (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب تلقين الموتى لا إله إلا الله: 916، سنن أبوداؤد، كتاب الجنائز، باب في التلقين: 3117، سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده: 976، سنن نسائی، كتاب الجنائز، باب تلقين الموت:1826، سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في تلقين الميت لا إله إلا الله:1445)

"اپنے قریب المرگ لوگوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کیا کرو۔" قریب المرگ مریض کے پاس بیٹھے شخص کے لیے یہ عمل کرنا مستحب ہے۔

بہر حال اس کا اہتمام لازمی کرنا چاہیے شاید کہ دوسرے شخص کے منہ سے کلمہ سُن کر وہ بھی کلمہ پڑھ لے اور یوں اس کی مغفرت کا سامان ہو جائے، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.» "جس شخص کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوا وہ جنّت میں جائے گا۔" (سنن أبوداؤد، كتاب الجنائز، باب في التلقين:3116، سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت: 977)

تجہیز و تکفین اور جنازے میں شرکت کی فضیلت

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَيَزُورُهُمْ، وَيَعُودُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ

(مستدرك حاكم: 466/2، سلسلة الأحاديث الصحيحة:2112)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور (غریب) مسلمانوں سے ملنے آیا کرتے، ان کے بیمار لوگوں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔"

بد قسمتی سے ہمارے معاشرے کی یہ رِیت پڑ چکی ہے کہ صرف اسی شخص کی تیمارداری کے لیے زحمت کی جاتی ہے جس سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہونے کی امید ہو، یا پھر اس کی عیادت سے نام و نمود کی نمائش مقصود ہو یا فقط حاضری ہی ملحوظ نظر ہو کہ بیمار شخص کے علم میں آ جائے کہ فلاں بھی تیمار داری کے لیے آیا تھا اور اس کے برعکس اگر کوئی بے نام، غریب اور مِٹا ہوا شخص خواہ بسترِ مرگ پر تڑپ تڑپ مر جائے اس کی مالی مدد تو درکنار اس کے احوال پوچھنے کے لیے بھی اس کی کٹیا میں جانا اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھا جاتا۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد طبقاتی تقسیم ختم کرنا بھی تھا اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوعِ انسانیت کی یکسانیت کے بارے میں نہ صرف بے شمار ارشادات فرمائے بلکہ عملی طور پر بھی اس کی مثالیں مہیا فرمائیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی ذکر ہے۔ اس لیے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اس قبیح تقسیم کو ختم کرنا چاہیے۔

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِينَ مَرَّةً، وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتًا كَسَاهُ اللّٰهُ مِنَ السُّنْدُسِ وَإِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ حَفَرَ لِمَيِّتٍ قَبْرًا فَأَجَنَّهُ فِيهِ أُجْرِيَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَأَجْرِ مَسْكَنٍ أَسْكَنَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.» (السنن الكبرى للبيهقي: 395/3، مستدرك حاكم:354/1)

"جس نے کسی میّت کو غسل دیا اور اس کے عیوب کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتا ہے، جس نے کسی میّت کو کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے نرم و باریک اور موٹے ریشم کا جنتی لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لیے قبر کھودی اور اسے اس میں دفنایا تو اسے ایسا اجر دیا جائے گا کہ جیسے اس نے اس (میت) کو قیامت تک کے لیے رہائش فراہم کر دی ہو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

«مَنْ خَرَجَ مَعَ جِنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا، ثُمَّ تَبِعَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ.» (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها:945، سنن أبوداؤد، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز وتشييعها:3169)

"جو شخص میّت کے گھر سے جنازے کے ساتھ روانہ ہو، پھر وہ اس کی نماز جنازہ ادا کرے، پھر اسے دفنا

دیے جانے تک اس کے پیچھے (یعنی ساتھ) رہے تو اسے دو قیراط اجر وثواب ملتا ہے، اور جو نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آجائے تو اسے اُحد پہاڑ کے مثل ایک قیراط اجر وثواب ملتا ہے۔"

قیراط سے مراد وزن کی پیمائش ہے جو مختلف زمانوں میں بدلتی رہتی ہے، یہ مقدار میں بہت کم وزن اور ماپ پر بولا جاتا ہے لیکن یہاں اسے اُحد پہاڑ کی مماثلت سے بیان کیا گیا ہے، جس کی احتمالی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں مذکور عمل کے اجر وثواب کو اُحد پہاڑ کے ساتھ تشبیہ دے کر بتلایا ہے کہ بظاہر اس چھوٹے سے عمل کا بھی اہتمام کیا جائے تو اس کا اجر بہت بڑا ہو سکتا ہے۔

قبروں کی زیارت کا حکم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«زُوْرُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ»

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عز وجل في زيارة قبر أمه: 976، سنن أبوداؤد، كتاب الجنائز، باب في زيارة القبور:3234، سنن نسائي، كتاب الجنائز، باب زيارة قبر المشرك: 2034، سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في زيارة قبور المشركين: 1572)

"قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔"

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً»

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عز وجل في زيارة قبر أمه: 977، سنن أبوداؤد، كتاب الجنائز، باب في زيارة القبور:3235، سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور:1054)

"(پہلے) میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، لیکن (اب) تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، ثُمَّ بَدَا لِي فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ فَزُورُوا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا.»

"(پہلے) میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، پھر (یہ بات) مجھ پر واضح ہو گئی، چنانچہ تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دِل کو نرم کرتی ہیں، آنکھوں کو بہاتی ہیں اور آخرت کی یاد دِلاتی ہیں، سو تم زیارت کیا کرو اور بیہودہ گوئی نہ کیا کرو۔"

چونکہ قبرستان جانے سے انسان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح آج یہ لوگ یہاں مدفون ہیں اسی طرح کل میں بھی یہاں منوں مٹی تلے پڑا ہوں گا۔ اس احساس سے اس کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور اپنی موت کو یاد کر کے اشک بہانے لگتا ہے اور یوں قبروں کی زیارت اس کی آخرت کے بہتر ہو جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

محمد بن قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْبَقِيعِ قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ» وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: «أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ»

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها: 974، سنن نسائي، كتاب الجنائز، باب الأمر بالاستغفار للمؤمنين:2037)

"کیا میں تمہیں اپنی ایک بات اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، تو انہوں نے بقیع (قبرستان) کی طرف جانے کا واقعہ بیان کیا اور انہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا: اے اللہ کے رسول! (میں قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے) کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تُو کہہ

اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ

"مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھروں والوں پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے چلے جانے والوں پر اور ہم سے بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے اور بلاشبہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آ ملنے والے ہیں۔" اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ

أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

"تم ہم سے پہلے پہنچ چکے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔"

فوت شدگان کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا.»

(صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من سب الأموات: 1393، سنن نسائی، كتاب الجنائز، النهي عن سب الأموات:1936)

"فوت شدگان کو برا مت کہو، کیونکہ انہوں نے جیسے اعمال کیے تھے ان کا بدلہ پا لیا ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

مُرّ بِجِنَازَةٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَثْنُوا عَلَيْهِ»، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ خَيْرًا فَقَالَ: «وَجَبَتْ.» قَالَ: ثُمّ مُرّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ فَقَالَ: «أَثْنُوا عَلَيْهِ»، فَقَالُوا: بِئْسَ الْمَرْءُ كَانَ فِي دِينِ اللهِ، فَقَالَ: «وَجَبَتْ، أَنْتُمْ شُهُودُ اللهِ فِي الْأَرْضِ.»

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى:949، شرح السنة للبغوی:386/5)

"رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کی تعریف کرو)یعنی مجھے بتاؤ کہ یہ کیسا شخص تھا؟(تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(اس پر جنّت) واجب ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک جنازہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس کی تعریف کرو۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے دِین میں یہ بہت بُرا آدمی تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(اس پر جہنم) واجب ہو گئی، تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔"

اس روایت کے معنیٰ میں یہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے انہی لوگوں کے بابت ایسا پوچھا ہو جن کی نیکی یا برائی تمام لوگوں پر واضح تھی اور سب کو ان کے اچھے برے اعمال کا پتہ تھا، اور آپ ﷺ نے بری تعریف والے شخص کے بابت اس لیے پوچھا تا کہ ان جیسے دیگر لوگ اس کا انجام سن کر برائی کرنے سے باز آ جائیں۔

خود پسندی اور تحقیر کی ممانعت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشّرّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ.»

(صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب تحريم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله: 2564، سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم:1927)

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رُسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے، آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْكِبْرُ مَنْ بَطَرَ الْحَقّ وَغَمَطَ النّاسَ»

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه:91)

"تکبر یہ ہے کہ جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر جانے۔"

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

أَنّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، قَالَ اللهُ: «مَنْ ذَا الّذِي يَتَأَلّى عَلَى أَنّنِي لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ، فَإِنّي غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ.»

(صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن تقنيط الإنسان من رحمة الله تعالى:2621، سنن أبوداؤد، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي:4983)

"ایک آدمی نے کہا کہ اللہ فلاں شخص کو معاف نہیں فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو شخص اس بات پر قسم اُٹھائے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا تو یقیناً میں فلاں کو تو معاف کر دوں گا لیکن تیرے عمل ضائع کر دوں گا۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا سَمِعْتَ الرّجُلَ يَقُولُ: هَلَكَ النّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ.»

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن قول هلك الناس:2623، سنن أبوداؤد، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي:4983)

"جب تم کسی آدمی کو یہ کہتا سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔"

گویا نبی ﷺ نے ایسے شخص کے لیے بد دعا کی صورت میں سرزنش فرمائی ہے جو خود پسندی کا شکار ہو اور ہر دم خود ستائی میں ہی لگا رہے اور دوسرے لوگوں کو حقیر اور نکما سمجھے۔

☆☆☆

غیر شرعی بچے کی نسبت باپ کی طرف کی جاسکتی ہے؟

سوال: میرے ماں باپ بغیر نکاح کے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے رہے، یعنی میں ان کی غیر شرعی اولاد ہوں۔ وہ دونوں لادین ہیں، 20 سال قبل بھی یہ ایک مقبول طرز حیات رہا ہے۔ پاپا اسپین سے اور ماں جرمن ہے، میرے باپ نے مجھے سگی اولاد کی طرح پالا ہے اور ہر لحاظ سے میرا خیال رکھا۔ اب میں شادی کے بعد اپنے شوہر کے وطن اردن آگئی ہوں، جہاں میرا واحد محرم میرا سسر ہے (عمر تقریبا 60 سال) یعنی شوہر اور سسر کے علاوہ اور میرا کوئی محرم نہیں ہے اور خدا نخواستہ اگر انہیں کچھ ہو جاتا ہے تو میرے پاس کوئی جگہ نہیں جہاں میں جاسکوں۔ نہ میری ماں کی جانب سے میرا کوئی محرم ہے۔ اب اگر ایسی صورتحال ہو تو کیا میں اپنے باپ کی طرف نسبت کر سکتی ہوں۔ کیا اس کا خاندانی نام لگا سکتی ہوں۔ جب میں ایک سال کی تھی، اسوقت سے میرے ماں باپ کے درمیان جدائی ہو چکی تھی، ان دونوں میں تو کوئی تعلق نہیں رہا لیکن میرا رابطہ دونوں سے ہے۔ اگر والد کی طرف نسبت نا جائز ہو تو کیا میں اس سے ملاقات کے لئے جاسکتی ہوں یا اس کے ساتھ پیغامات کا تبادلہ کر سکتی ہوں؟

جواب: جو بچہ غیر شرعی طور پر پیدا ہوا ہو، تو آیا وہ اپنے خلقی والد (کے کہ جس کے مادہ منویہ سے وہ پیدا ہوا ہے) کی طرف نسبت کر سکتا ہے تو اس میں دو آراء پائی جاتی ہیں:

جمہور کے نزدیک صحت نسب کے لئے شرعی نکاح کا ہونا ضروری ہے اور جس کی دلیل ہے نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے کہ

الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

بچے کی نسبت اس شخص کی طرف کی جائے گی جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے صرف پتھر ہے۔ (یعنی اگر ایک شادی شدہ آدمی کی بیوی نے زنا کیا تو بچے کی نسبت اس عورت کے شوہر کی طرف کی جائے گی اور زانی مرد کو زنا کی سزا دی جائے گی)

اور دوسری رائے یہ ہے کہ صحت نسب کے لئے شرعی نکاح کا ہونا لازم نہیں ہے، اس رائے کے قائل حسن بصری، ابن سیرین، عروہ بن زبیر اسحاق بن راہویہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے نزدیک صحت نسب لئے ضروری ہے کہ خلقی باپ خود اس بچے کی نسبت اپنی طرف کرے۔ (جسے عربی میں استلحاق کہا جاتا ہے۔) یعنی ایک زانی اپنے بچے کی نسبت اپنی طرف کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی دوسرا شخص اس کے باپ ہونے کا دعوی نہ کر رہا ہو۔

مذکورہ صورت میں خلقی باپ کا اپنی بچی کا خیال رکھنا، ولادت سے لے کر شادی تک اس کی ضروریات کو پورا کرنا، اس بات کی نشانی ہے کہ اُسے استلحاق کا پورا حق حاصل ہے، وہ اُسے اپنا خاندانی نام دے سکتا ہے، اور بطور محرم بھی اس کے ساتھ خلوت میں بات چیت کر سکتی ہے۔

جہاں تک ماں کی طرف انتساب کرنا ہے تو اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ نص قرآنی ہے:

﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ (سورة المجادلہ: 2) سے معلوم ہوتا ہے کہ مائیں تو وہی ہیں کہ جنھوں نے ان کی (یعنی بچوں) کی ولادت کی ہے۔

اس لئے نہ صرف ماں کی طرف انتساب جائز ہے بلکہ ماں اور بچے میں وراثت بھی جاری ہوگی۔ البتہ خلقی باپ سے وراثت پانے میں اختلاف ہے۔ اور یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ بچہ اپنے خلقی باپ کا وارث نہ ہوگا۔

یہاں ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ مغرب میں معاشرتی آداب کافی مختلف ہو چکے ہیں، جنین کے تعلقات کی نوعیت بھی بدل چکی ہے۔ بعض تعلقات کو بالکل ہنگامی نوعیت کے ہوتے ہیں کہ جن کے کوئی اثرات واقع نہیں ہوتے، بعض تعلقات باہمی مشارکت کی نوعیت کے ہوتے ہیں کہ دونوں سالہا سال اکٹھے رہتے ہیں لیکن عقد نکاح کے بغیر اور بعض اوقات کافی مدت کے بعد وہ دونوں شادی بھی کر لیتے ہیں اور عرف عام کے مطابق وہ میاں بیوی ہی سمجھے جاتے ہیں اور اس پہلو کو دیکھتے ہوئے اتنی رعایت دی جاسکتی ہے کہ بچے اپنی نسبت اپنے خلقی باپ کی طرف کر سکیں۔ واللہ اعلم

کیا حمل کا اسقاط کرانا جائز ہے؟

سوال: مجھے ایک بہت ہی نادر قسم کا کینسر لاحق ہے جسے MEN2A کہا جاتا ہے، یہ گردن میں ایک ٹیومر کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی چاہتے ہیں کہ اولاد ہو لیکن یہ جینیاتی مرض اولاد میں منتقل نہ ہو۔ اس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ بیوی نارمل طور پر حاملہ ہو اور پھر جب جنین گیارہ سے پندرہ ہفتے کا ہو جائے تو مذکورہ مرض کے بارے میں جاننے کے لئے جنین کا اسکین کرایا جائے تا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ اس مرض کے اثرات سے خالی ہے یا نہیں؟ اگر اسکین مثبت ہو تو اسقاط کا آپشن موجود ہے۔ میں نے یہ پڑھا ہے کہ 120 دن کے بعد اسقاط کرانا جائز نہیں لیکن اس صورتحال میں یہ ممنوعہ مدت سے قبل کرایا جاسکتا ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ اسقاط کرانا سرے سے ناجائز ہے لیکن جنین کی عمر کے اعتبار سے اسقاط کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں غور کیا جاسکتا ہے۔

1۔ اگر جنین کی عمر چالیس دن کے اندر اندر ہو تو

بعض فقہاء (مالکیہ اور بعض شوافع) کے نزدیک اس مدت میں بھی اسقاط کرانا حرام ہے اور بعض کے نزدیک (احناف اور بعض مالکیہ) اُسے مکروہ قرار دیتے ہیں۔ احناف کے نزدیک شدید حاجت یا عذر کی بنا پر اسقاط جائز ہے لیکن میاں بیوی کی رضامندی کے ساتھ، یعنی نہ ہی عورت شوہر کے علم میں لائے بغیر اسقاط کروائے اور نہ ہی شوہر بیوی کو اس پر مجبور کرے۔ مالکیہ میں سے فقیہ اللخمی جواز کے قائل ہیں اگر حمل زنا کی بنا پر ہو۔

2۔ جنین کی عمر چالیس دن سے لیکر ایک سو بیس دن کے مابین ہو تو اسقاط کرانا حرام ہے الا یہ کہ کوئی قابل اعتبار ضرورت کی بنا پر ہو اور یا اتنی شدید حالت ہو جسے ضرورت کے قریب قریب سمجھا جاسکے، جیسے اگر اسقاط نہ کرایا جائے تو ماں کو شدید تکلیف ہو سکتی ہے یا بے حد نقصان پہنچ سکتا ہو یا اس بات کا خدشہ ہو کہ بچہ تو پیدا ہو جائے گا لیکن بہت ہی بگڑی ہوئی شکل کا ہو گا اور ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہو کہ جوں جوں جنین کی عمر بڑھتی چلی جائے گی، بچے کے بگڑنے اور ناقص الخلقت پیدا ہونے کے امکانات بھی بڑھتے چلے جائیں گے۔

3۔ جنین کی عمر 120 دن سے زیادہ کی ہو، تو اسی صورت میں اسقاط بالکل ناجائز ہے الا یہ کہ ایک معتمد طبی کمیٹی اس بات کا فیصلہ کرے کہ بچے کے باقی رہنے سے ماں کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی تو ایسی صورت میں اسقاط کرایا جاسکتا ہے اور وہ اس لئے کہ بقول فقہاء کہ حقیقی زندگی کو مستعار زندگی کے مقابلے میں باقی رکھنا زیادہ ضروری ہے اور اس تفصیل کے مطابق مذکورہ سوال کے جواب میں کہا جائے گا کہ عورت 120 دن سے پہلے پہلے اسقاط کرا سکتی ہے، بشرطیکہ ڈاکٹر اس بات پر اتفاق کریں کہ جنین مذکورہ عوارض کے ساتھ پیدا ہو گا۔

سوال: آنکھ کے نیچے حلقہ کو بھرنا (EYE FILLER) آنکھ بھرائی سے مراد ہے آنکھ کے نچلے حصے کو چربی سے ایسے بھرنا کہ اس کی بدنمائی پر پردہ ڈالا جاسکے اور چہرے کا یہ حصہ تروتازہ اور بھرا ابھرا نظر آئے، علاج کے لئے مختلف طریقے اپنائے گئے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ نو سے بارہ مہینے تک کے لئے کام کرتا ہے اور اُسے (TEAR THROUGH FILLER) کا نام دیا گیا ہے اور اس کا عمل ہونٹ بھرائی سے زیادہ دیرپا ہوتا ہے کیونکہ آنکھ کے نیچے کم حرکت ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بھرا ہوا حصّہ عموماً چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس علاج کے بارے میں رہنمائی مطلوب ہے۔

جواب: چہرہ خوشنما نظر آئے، یہ ایک فطرتی خواہش ہوتی ہے، اس لئے بدنمائی کو چھپانے کے لئے آنکھ بھرائی کا یہ عمل جائز ہے بشرطیکہ علاج میں استعمال ہونے والا مواد حلال ہو، اس میں حرام کی کوئی آمیزیشن نہ ہو۔

شراب کی ترسیل

سوال: میں امیزون (Amazon) کمپنی کے ساتھ اشیاء کو صارفین تک پہنچانے کے لئے شراکت کا معاہدہ کرنا چاہتا ہوں اور ان اشیاء میں شراب اور الکحل سے بنی مصنوعات کا پہنچانا بھی شامل ہے تو کیا یہ عمل میرے لئے جائز ہو گا؟

جواب: قرآن میں صراحت کے ساتھ خمر (شراب) سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث میں واضح طور پر اس کی حرمت بیان کی گئی ہے لیکن مذکورہ صورت میں اصل عقد (معاہدہ) اشیاء کی ترسیل کا ہے اور ان اشیاء میں شراب کی ترسیل ضمنی طور پر آتی ہے اور فقہی قواعد کے مطابق ایک ضمنی عقد میں وہ رعایت دی جاسکتی ہے جو اصل عقد میں ناجائز ہے اور ایسے ہی جان بوجھ کر وہ رعایت نہیں دی جاسکتی جو ضمنی طور پر دی جاسکتی ہے اور اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اصل عقد تو حلال اشیاء کی ترسیل پر ہی ہے جس میں ضمناً شراب بھی آجاتی ہے تو اسے گوارا کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر صرف شراب ہی کی ترسیل ہو تو یہ ناجائز ہو گا کیونکہ حدیث میں شراب کو اٹھا کر لے جانے والے کے لئے بھی لعنت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

نکاح کے انعقاد میں ولی کا ہونا

سوال: میری نشو و نما سعودی عرب میں ہوئی ہے اور میں ایک لڑکی کے لئے بوقت نکاح اس کے ولی یعنی باپ کی اجازت کا قائل ہوں۔ جس لڑکی سے میری شادی ہوئی ہے، اس کا تعلق مذہب احناف سے ہے، اس کے ماں باپ مدت دراز سے علیحدہ ہو چکے ہیں لیکن والد نے اپنی اس خواہش کا اظہار کر رکھا تھا کہ جب بھی اس کی بیٹی کی شادی ہو اُسے بلایا جائے تاکہ نکاح کے وقت وہ موجود رہے لیکن لڑکی والوں نے اسے لاعلم رکھا۔ نکاح کے وقت لڑکی کے سوتیلے بھائی اور ماموں کو بطور ولی نامزد کیا گیا، اب باپ کا یہ کہنا ہے کہ وہ اس رشتے کو تو منظور کرتا ہے لیکن اس کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کیا جائے کیونکہ اسے حق ولایت حاصل ہے، میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ نکاح جائز ہو گا یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں یہ دیکھا جائے گا کہ آیا ولی اقرب (قریب ترین ولی) کی موجودگی میں ولی اَبعد (دور کا ولی) لڑکی کا نکاح کرا سکتا ہے یا نہیں؟

مذکورہ صورت میں خود مذہب احناف کے مطابق اگر ولی نکاح پر رضامند نہیں تھا تو وہ دو اسباب کی بنا پر نکاح فسخ کرا سکتا ہے:

ایک تو یہ کہ لڑکی نے غیر کفوء (ایسا شخص جو سماجی لحاظ سے اس کے برابر نہ ہو) سے شادی کی ہو یا اتنے کم مہر پر راضی ہو گئی ہو جو اس کے خاندان کے معیار سے پست شمار ہوتا ہو، لیکن مذکورہ صورت میں یہ بات واضح ہے کہ باپ اس رشتے کو منظور کرتا ہے لیکن اپنی موجودگی میں دوبارہ نکاح کروانے کا خواہشمند ہے۔ گویا اس کی رضامندی حاصل ہے، اس لئے یہ کہا جائے گا کہ ایسی صورت میں ولی ابعد (سوتیلا بھائی) کی رضامندی سے ہونے والا نکاح جائز تھا اس لئے دوبارہ نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(یہ فتاوی، فتویٰ کمیٹی برطانیہ کے اجلاس منعقدہ 2 جون 2024ء میں بحث و تمحیص کے بعد منظور کئے گئے۔)

حدیث نمبر:88

حدثنا ايوب عن أبي قلابة - عبد الله بن زيد - الجرمي البصري قال : «جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا، فَقَالَ : إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ، وَمَا أُرِيدُ الصّلاةَ، أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، فَقُلْتُ لِأَبِي قِلابَةَ : كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَ : مِثْلَ صَلاةِ شَيْخِنَا هَذَا، وَكَانَ يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ في الركعة الأولى ».

أراد بشيخِهم : أَبا بُرَيد، عمرو بنَ سَلِمَة الجرمي ـــ ويقال : أبو يزيد.

[رواه البخاري، كتاب الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلاة النبي ﷺ وسنته، برقم 677، ورقم 802، ورقم 818، ورقم 824، ومسلم، بنحوه، كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع... برقم 391.]

حدیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ

سیدنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ سیدنا ابوقلابہ عبداللہ بن یزید جرمی بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس صحابی رسول سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا حالانکہ میرا ارادہ نماز پڑھنے کا نہ تھا، میں نماز پڑھاؤں گا (تعلیم کے لیے) جیسا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، سیدنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ انہوں نے (یعنی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے) کس طرح نماز پڑھائی، فرمایا:

"ہمارے اس شیخ (یعنی اس مسجد کے امام ابویزید عمرو بن سلمہ جرمی) کی نماز کی طرح اور جب وہ سجدے سے سر اٹھاتے تھے (یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد) تو قیام کے لیے اٹھنے سے پہلے بیٹھتے تھے۔ (یعنی جلسہ استراحت کرتے تھے)۔" (بخاری ومسلم)

اس شیخ سے مراد ابویزید عمرو بن سلمہ جرمی ہیں۔

حدیث مبارکہ کے بعض الفاظ کے معانی

1 : جَاءَنَا : وہ آیا ہمارے پاس۔

2 : فِيْ مَسْجِدِنَا: ہماری مسجد میں۔

3 : إِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِكُمْ: میں تمہیں ضرور نماز پڑھاؤں گا۔

4 : كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي: کس طرح وہ (نبی کریم ﷺ) نماز پڑھتے تھے۔

5 : اَنْ يَنْهَضَ : اٹھنا۔

حدیث مبارکہ سے حاصل ہونے والے بعض مسائل اور احکام

1۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین کو عملاً نماز پڑھ کر نماز سکھاتے تھے۔

2۔ نماز کی ادائیگی کا طریقہ درست یعنی سنت رسول کے مطابق ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اس کو سیکھنے سکھانے کا بہت اہتمام کرتے تھے حتی کہ نماز کی چھوٹی چھوٹی جزئیات کا بھی۔

3۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے ہاں نماز انتہائی اہم عمل تھا اور اس کی ادائیگی میں سنت رسول کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

4۔ جتنی نماز بہتر ہوگی اتنے ہی باقی اعمال بہتر ہوں گے۔ جس کی نماز درست یعنی سنت رسول کے مطابق نہیں اس کے باقی اعمال کبھی سنت کے مطابق نہیں ہوسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے امت رسول اس وقت خیر سے محروم ہے کیونکہ نماز سنت رسول کے مطابق نہیں ہے۔

5۔ جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد کھڑا ہونے سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھنا سنت رسول ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اس کا اہتمام کرتے تھے۔

6۔ تعلیم کا ایک طریقہ عمل ہے، نماز میں علم اور عمل دونوں ہیں اور دونوں سیکھنے ضروری ہیں۔ عموماً ہم نماز کا (علم) سبق تو سیکھتے سکھاتے ہیں مگر اس کی عملی صورت نہیں سیکھتے سکھاتے ہیں۔ اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کو عملی طور پر نہ سیکھنے کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نماز میں کھڑا ہونے کی کیفیت، رکوع وسجود کرنے کا طریقہ اور تشہد بیٹھنے کا طریقہ خلاف سنت ہوتا ہے۔ جس طرح دنیاوی کاموں کے لیے تھیوری کے ساتھ پریکٹیکل بھی ضروری ہوتا ہے بالکل اسی طرح دین میں بھی ہے۔ جیسے ڈرائیور بننے کے لیے اس کا علم اور عمل دونوں سیکھنے پڑتے ہیں اسی طرح صحیح نمازی بننے کے لیے نماز کا علم اور اس کا عمل سنت کے مطابق سیکھنا

ضروری ہے۔

7۔سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری حصے میں مسلمان ہوئے اور انہوں نماز میں رفع الیدین کی احادیث کو بیان کیا جس میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس عظیم سنت کو منسوخ کہتے ہیں۔

8۔سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ایک نوجوانوں کے گروہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس 20 دن ٹھہرے اور آپ سے دین سیکھا جب یہ گروہ واپس بصرہ کو جانے لگا تو آپ نے نماز کے حوالے سے خصوصی حکم دیا کہ واپس اپنے اہل عیال میں جاؤ اور صلوا کما رائتمونی اصلی (صحیح بخاری) "تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوان اور بوڑھے کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی آخری عمر کے حصے میں پڑھی گئی نماز کا طریقہ بچوں ، جوانوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔ اِلّا یہ کہ آپ نے خود کسی عمل کے طریقہ کو اپنے لیے خاص کیا ہو اور امت کو اس کی اطلاع دی ہو۔

حدیث نمبر:89

عَنْ عبد الله بن مالك ــ ابن بُحينة رضي الله عَنْه : «أَنّ النّبِيّ ﷺ كَانَ إذَا صَلّى فَرّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إبْطَيْهِ».

[رواه البخاري، كتاب الصلاة، باب يبدي ضبعيه، ويجافي في السجود، برقم 390، بلفظه، ومسلم، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود، ووضع الكفين على الأرض، ورفع المرفقين عن الجنبين، ورفع البطن عن الفخذين في السجود، برقم 495]

حدیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ

سیدنا عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا کشادہ کر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔

حدیث مبارکہ کے بعض الفاظ کے معانی

1 : اِذَا صَلّٰی :جب نماز پڑھتے۔

2 : فَرّجَ :کشادہ کرتے کھولتے، پھیلاتے۔

3 : بَيْنَ يَدَيْهِ :اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان۔

4 : حَتّٰى يَبْدُوَ : یہاں تک کہ ظاہر ہوتی۔

5 : بَيَاضُ :سفیدی۔

6: اِبْطَيْهِ: آپکی بغلوں کی۔

حدیث مبارکہ سے حاصل ہونے والے بعض مسائل اور احکام

1۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی نماز کو بغور دیکھتے اور جیسے دیکھا امت کی خیر خواہی کے لیے اس کو ویسے ہی بیان کر دیا حتی کہ سجدہ کرتے وقت ہاتھ رکھنے کی کیفیت اور بغلوں کی سفیدی تک بیان کر دیا اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیکھنے کے اہتمام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

2۔سجدے کی حالت میں بازوؤں کو نہ تو پیٹ کے ساتھ ملانا چاہیے اور نہ زمین پر بچھانا چاہیے بلکہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں اور جسم کے کسی حصے سے ملی ہوئی نہ ہوں۔

3۔نماز پوری توجہ سے ادا کی جائے ایسی توجہ جس میں سستی نہ اور سجدہ باقی ارکان کی طرح پورے اعتدال واطمینان سے کیا جائے۔

4۔سجدہ نماز کا اہم رکن ہے جس کا سنت کے مطابق اہتمام کرنا ضروری ہے۔

5۔ابن بحینہ سیدنا عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔

☆☆☆

کیا ماہِ محرم صرف غم کی یاد گار ہے؟

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ اگرچہ اسلامی تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے لیکن یہ صرف ایک واقعہ نہیں جس کی یاد محرم سے وابستہ ہے بلکہ محرم میں کئی دیگر تاریخی واقعات بھی رونما ہوئے ہیں جن میں سے اگرچہ چند ایک افسوسناک ہیں تو کئی واقعات ایسے بھی ہیں جن پر خوش ہونا اور خدا کا شکر بجالانا چاہئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا میں عاشورے کے دن شکر کا روزہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی تھی۔ نیز اگر اتفاق سے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا المیہ بھی اسی ماہ میں واقع ہو گیا تو بعض دیگر جلیل القدر صحابہ کی شہادت بھی تو اسی ماہ میں ہوئی ہے۔ مثلاً سطوتِ اسلام کے عظیم علمبر دار خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی ماہ کی یکم تاریخ کو حالتِ نماز میں ابولؤلؤ فیروز نامی ایک مجوسی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے، اس لئے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا دن منانے والوں کو ان کا بھی دن منانا چاہئے... لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام اسی طرح دن منانے کی اجازت دے دے تو سال کا کوئی ہی ایسا دن باقی رہ جائے جس میں کوئی تاریخی واقعہ یا حادثہ رونما نہ ہوا ہو اور اس طرح مسلمان سارا سال انہی تقریبات اور سوگوار ایام منانے اور ان کے انتظام میں لگے رہیں گے۔ ہمارے نبی ﷺ، اہل بیت، صحابہ اور سلف صالحین پر ایسی ایسی مشکل گھڑیاں آئیں کہ ان کے سننے سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کیا شہادتِ حمزہ، شہادتِ عمر، شہادتِ عثمان ذوالنورین، شہادتِ علی اور شہادت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے لرزہ خیز واقعات سننے کی تاب کسی کو ہے؟ تو بتائیے کس کس کا دن منایا جائے؟

مجبوری کی صورت میں بیوہ کا میکے عدت گزارنا

حافظ خضر حیات (العلماء)

سوال: دوران عدت شوہر کے گھر والے شوہر کی موت کا بلیم بیوہ پر لگاتے ہیں، جس وجہ سے اسکا وہاں رہنا تقریباً ناممکن سا ہو رہا ہے تو کیا وہ اپنے والدین کے گھر بقیہ عدت گزار سکتی ہے؟ دوسرا پردے کا بھی مسئلہ ہے، کمبائنڈ گھر ہے اور ایک ہی واش روم ہے وہ بھی اسی بیوہ کے کمرے میں ہے کہ دیور وغیرہ بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔

جواب: الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس نے چار ماہ دس دن عدت گزارنی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (سورۃ البقرہ:234)

’اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں، تو جب وہ اپنی (اختتامی) مدت کو پہنچ جائیں، تو تم پر اس کام میں کوئی حرج نہیں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شریعت کے مطابق کرلیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

عورت نے جس خاوند کے ساتھ زندگی کے ایام گزارے ہیں، اس کے حق رفاقت، وفاداری اور اس کے رشتہ داروں کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کا تقاضا یہ ہے کہ خاوند کے مرنے کے بعد اس کی بیوی عدت کے ایام اپنے خاوند کے گھر میں گزارے، خواہ وہ مکان تنگ و تاریک ہی کیوں نہ ہو۔

سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کا خاوند گھر سے باہر کسی دوسرے مقام پر قتل کر دیا گیا اور ان کا مکان دور دراز مقام پر واقع تھا، پھر وہ اس کی ملکیت بھی نہ تھا، تو بیوہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ مجھے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ہاں منتقل ہونے کی رخصت دی جائے تاکہ عدت کے ایام امن وسکون سے وہاں گزار سکوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”امْكُثِي فِي بَيْتِكِ الَّذِي جَاءَ فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ“.

’اپنے گھر میں رہو جہاں تمھیں خاوند کے فوت ہونے کی خبر ملی یہاں تک کے عدت کے ایام پورے ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے چار ماہ دس دن اسی گھر میں گزارے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں فریعہ رضی اللہ عنہا سے رہنمائی لے کر اسی حدیث کے مطابق فیصلہ فرمایا۔ (سنن أبو داؤد:2300؛ جامع ترمذی: 1204؛ سنن نسائی:3528؛ سنن ابن ماجہ: 2031)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ».

”یہ حدیث حسن صحیح ہے صحابہ اور مابعد کے اکثر اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے۔“

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ... قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ مَحْفُوظٌ." (المستدرک:2/226)

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام ذہلی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

وحديث سعد بن إسحاق هذا مَشْهُورٌ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مَعْمُولٌ بِهِ عِنْدَهُمْ تَلَقَّوْهُ بِالْقَبُولِ وَأَفْتَوْا بِهِ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُمْ وَالثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعِدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كُلُّهُمْ يقول إِنَّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا تَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا الذي كانت تَسْكُنُهُ وَسَوَاءٌ كَانَ لَهَا أَوْ لِزَوْجِهَا وَلَا تَبِيتُ إِلَّا فِيهِ حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا. (الاستذکار:6/ 214)

یعنی یہ حدیث مشہور و معروف ہے بلکہ اسے تلقی بالقبول حاصل ہے، معروف فقہاء اور ائمہ اسی کے مطابق فتوی دیتے ہیں۔

بعض اہل علم جیسا کہ امام ابن حزم اور ان کی پیروی میں صاحب الاحکام عبد الحق اشبیلی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے کہ اس میں بعض مجہول راوی ہیں، حالانکہ یہ بات درست نہیں، جیسا کہ کئی ایک اہل علم نے اس کی وضاحت کی ہے۔

ابن القطان الفاسی اس بات کی تردید میں فرماتے ہیں:

"بل الحَدِيث صَحِيح؛ فَإِن سعد بن إِسْحَاق ثِقَة، وَمِمَّنْ وَثَّقَهُ النَّسَائِيّ،

وَزَيْنَب كَذَلِك ثِقَة." (بیان الوہم والإیہام فی کتاب الأحکام: 5/395)

"یہ حدیث صحیح ہے اور سعد بن اسحاق اور زینب یہ دونوں ثقہ ہیں۔"

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَححهُ الذهلي، وَالْحَاكِم، وَابْن الْقطَّان وَغيرهم. وَتكلم فِيهِ ابْن حزم بِلَا حجّة".[المحرر في الحديث ص:587]

"اسے ذہلی، حاکم، ابن القطان نے صحیح قرار دیا ہے، جبکہ ابن حزم کا کلام بلا دلیل ہے۔"

حافظ ابن الملقن ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا تفصیلی کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وَأما زَيْنَب فقد أسلفنا ثقتها فِي كَلَام ابْن الْقطَّان، وَمِمَّنْ وثقها ابْن حبَان فَإِنَّهُ ذكرهَا فِي «ثقاته» بل ذكرهَا ابْن فتحون وَأَبُو إِسْحَاق بن الْأَمِين فِي جملَة (الصَّحَابَة) فصح الحَدِيث وَللَّه الْحَمد." (البدر المنیر:8/ 249)

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حديث صحيح، ذكره أهل "السنن"." (إعلام الموقعین: 6/ 473)

جبکہ ایک دوسرے مقام پر ابن حزم کی گفتگو ذکر کر کے اس کا تفصیلی رد کیا ہے۔(زاد المعاد:6/ 327)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مقامات پر ابن حزم کی پیروی میں زینب کو مجہولہ کہا ہے۔

لیکن رجال ابن ماجہ میں «معروفة» ہونے کی صراحت کی ہے۔ (المجرد فی أسماء رجال سنن ابن ماجہ:ص108)

اور تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو بھی 'صحیح' قرار دیا ہے۔امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حَدِيثُ فُرَيْعَةَ أَخْرَجَهُ أَيْضًا مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ، وَأَعَلَّهُ ابْنُ حَزْمٍ وَعَبْدُ الْحَقِّ بِجَهَالَةِ حَالِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ الرَّاوِيَةِ لَهُ عَنْ الْفُرَيْعَةِ، وَأُجِيبَ بِأَنَّ زَيْنَبَ الْمَذْكُورَةَ وَثَّقَهَا التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَهَا ابْنُ فَتْحُونٍ وَغَيْرُهُ فِي الصَّحَابَةِ." (نیل الأوطار:6/ 354)

یعنی اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور زینب کو مجہول قرار دینا درست نہیں، کیونکہ بعض اہل علم نے اسے ثقہ جبکہ بعض نے اسے صحابیہ قرار دیا ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض کتابوں میں اسے ضعیف قرار دیا، لیکن بعد میں اس سے رجوع کرتے ہوئے، کئی ایک مقامات پر اس کی تصحیح کی، ایک جگہ فرماتے ہیں:

"كنت ذهبت في الإرواء إلى أن إسناد حديث فريعة ضعيف، ثم بدا لي أنه صحيح بعد أن اطلعت على كلام ابن القيم فيه، وتحقيق أنه صحيح، بما لم أره لغيره جزاه الله خيرا، وازددت قناعة حين علمت أنه صححه مع الترمذي ابن الجارود وابن حبان والحاكم والذهبي، ومن قبلهم محمد بن يحيى الذهلي الحافظ الثقة الجليل، وأقرهم الحافظ في بلوغ المرام، والحافظ ابن كثير في التفسير، واستعمله أكثر فقهاء الأمصار، كما قال ابن عبد البر في (الاستيعاب) ومنهم بعض الصحابة كابن عمر." (تراجعات الألبانی: ص39 بترقیم الشاملہ)

یعنی میں نے پہلے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا تھا، لیکن بعد میں ابن القیم کی تحقیق اور اسی طرح متقدم و متاخر کئی ایک اہل علم کی تصحیح دیکھ کر اس کی صحت کا اطمینان ہو گیا۔

مزید دیکھیں: (صحیح موارد الظمآن:1/ 39 مع الحاشیہ)

لہٰذا اصل یہی ہے کہ بیوہ کے لیے خاوند کے گھر میں عدت گزارنا ضروری ہے، البتہ اگر خاوند کے فوت ہونے کے بعد خاوند کے عزیز و اقارب بیوہ کو اس قدر تنگ کریں کہ وہاں ایام پورے کرنا مشکل ہو جائیں، یا کسی اور سبب سے خاوند کے گھر میں رہنا ممکن نہ ہو تو ایسے حالات میں وہ اپنے والدین یا بہن بھائیوں کے پاس منتقل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ شرعی اصول ہے:

«إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ» (صحیح بخاری:39)

"دین آسان ہے۔"

اور معروف فقہی قاعدہ ہے:

"الضرورات تبيح المحظورات".

"انتہائی مجبوری کے باعث ممنوعات کے ارتکاب میں گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔"

احادیث مبارکہ سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا (صحیح مسلم:1483)

"میری خالہ کو طلاق دے دی گئی تھی، انہوں نے اپنے باغ کی کھجوریں اتارنے کا ارادہ کیا، لیکن انہیں گھر سے باہر نکلنے پر ایک شخص نے ڈانٹا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! تم اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لاؤ، ہو سکتا ہے کہ تم اس میں سے صدقہ دو یا کوئی اور نیکی کرو۔"

یہ حدیث اگرچہ مطلقہ کی عدت کے متعلق ہے، لیکن اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ بوقت ضرورت عدت گزارنے والی خاتون چاہے وہ مطلقہ ہو یا بیوہ اسے

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی گنجائش دی جاسکتی ہے۔جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر آگئی تھیں۔(مصنف عبد الرزاق:12057)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن ام کلثوم، طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان کی شہادت کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انہیں عدت میں ہی اپنے ساتھ لے آئی تھیں۔(مصنف عبد الرزاق:12053)

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ عورت کے لیے اگر شوہر کے گھر عدت گزارنا مشکل و مشقت کا باعث ہے، تو وہ اپنے میکے جاسکتی ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

بیت المقدس

چراغ فروزاں ہے بیت المقدس — کہ مہرِ درخشاں ہے بیت المقدس
نشاطِ دل وجاں ہے بیت المقدس — خودی کا نگہباں ہے بیت المقدس
تقاضائے ایماں ہے بیت المقدس — وقارِ مسلماں ہے بیت المقدس
اب آتش بداماں ہے بیت المقدس — کہ سر درِ گریباں ہے بیت المقدس
جو مٹ مٹ کے ہر دم ابھرتا رہا ہے — وہ نقشِ سلیماں ہے بیت المقدس
ہیں آسودہ جس میں خدا کے پیمبر — مقامِ رسولاں ہے بیت المقدس
جہاں سارے نبیوں نے سجدے کیے ہیں — مصلائے پاکاں ہے بیت المقدس
محبت نے معراج پائی جہاں سے — وہ شہرِ نگاراں ہے بیت المقدس
جہاں حق کی آیات پھیلی ہوئی ہیں — وہ ذی جاہ و ذی شاں ہے بیت المقدس
جبینِ فلسطیں ہے جس سے منور — وہ جھومر وہ افشاں ہے بیت المقدس
ہے پامالِ جور وجفائے یہوداں — غبارِ پریشاں ہے بیت المقدس
دلِ مردِ مؤمن میں جو پل رہا ہے — وہ معصوم ارماں ہے بیت المقدس
کبھی رشکِ خلد وبہار آفریں تھا — اب اجڑا گلستاں ہے بیت المقدس
ہے اقصیٰ کی مسجد بھی آغشتہ درخوں — لہو میں جو غلطاں ہے بیت المقدس
مکاں جل رہے ہیں دھواں اٹھ رہا ہے — تباہ حال و ویراں ہے بیت المقدس
قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا ہے — جو اب حشر ساماں ہے بیت المقدس
ہے رشک آسماں کو بھی رفعت پہ جس کی — وہ گنجِ شہیداں ہے بیت المقدس
خدا جانے کب آئے وہ وقتِ میموں — کہیں ہم گلستاں ہے بیت المقدس
یہ کہتی ہے تاریخ اسلام حماد — شہادت کا عنواں ہے بیت المقدس

ابولبیان حماد العمری

سیدنا عثمان بن عفان فضائل اور شہادت

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

إنّ الْحَمْدَ لِلّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنّ مُحَمّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشّيْطَانِ الرّجِيمِ ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ (سورۃ الفتح:18)

مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رب تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ جب سے آپ نے اسلام قبول کیا تب سے لے کر تادم وفات ساری کی ساری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی۔ آپ نیکی کے کاموں میں بہت آگے ہوتے۔ کبھی کوئی اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صف اول میں کھڑے ہوتے، معاملہ جہاد کا ہو تب بھی عثمان رضی اللہ عنہ دیگر مجاہدین کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ وہ ہی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے مسجد نبوی کی توسیع کی، جامع القرآن بھی آپ ہی ہیں، آپ ہی جنگوں میں جانے والے مجاہدین کے لیے زادِ راہ تیار کرتے، مسلمانوں کے لیے مدینہ میں میٹھے پانی کا انتظام بھی آپ ہی نے فرمایا۔ آپ ایسے حیادار تھے کہ اس دنیا نے آپ جیسا حیادار کوئی نہیں دیکھا۔ 18 ذوالحجہ کو آپ کی شہادت ہوئی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و امتیازات

سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نمبر:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنّا فِي زَمَنِ النّبِيّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمّ عُمَرَ، ثُمّ عُثْمَانَ، ثُمّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النّبِيّ ﷺ، لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ

"ہم نبی ﷺ کے عہد میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو، اس کے بعد نبی ﷺ کے صحابہ پر ہم کوئی بحث نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (صحیح بخاری: 3697)

پہاڑ تھم جا! تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ آپ کو اپنی زندگی ہی میں رسول اللہ ﷺ نے شہید کے لقب سے یاد کیا ہے، اور یہ پشین گوئی بھی تھی کہ آپ کو شہید کیا جائے گا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر چڑھے تو حرکت کرنے لگا؛ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلّا نَبِيٌ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ

"احد تھم جاؤ تمہارے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" (صحیح مسلم: 50)

عثمان (رضی اللہ عنہ) حیادار آدمی ہے:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی، اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں اندر آنے کی اجازت دے دی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کی، پھر چلے گئے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔ وہ بھی جس کام کے لئے آئے تھے، وہ کیا، پھر چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے آپ کے پاس حاضری کی اجازت چاہی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ

"اپنے کپڑے اپنے اوپر اکٹھے کر لو۔"

پھر میں جس کام کے لئے آیا تھا وہ کیا اور واپس آ گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللهِ مَالِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟

"اللہ کے رسول (ﷺ)! کیا وجہ ہے میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اس طرح ہڑبڑا کے اٹھے ہوں جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيّ، وَإِنّي خَشِيتُ، إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيّ فِي حَاجَتِهِ» "عثمان انتہائی حیادار ہیں، مجھے ڈر تھا کہ میں نے اسی حالت میں ان کو آنے کی اجازت دی تو وہ اپنی ضرورت کے بارے میں مجھ سے بات نہیں کر سکیں گے۔" (صحیح بخاری: 2402)

عثمان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر ﷺ نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہا نے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لئے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں۔ (راوی محمد کہتا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن ہوا) جب وہ چلے گئے تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ

دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ

"سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو بھی آپ ﷺ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ "کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟" (صحیح مسلم: 2401)

واہ قربان جاؤں عثمان تیری عظمت پر! تیرے جیسا حیادار تجھ سے قبل کبھی نہیں دیکھا گیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لیے شاید یہی روایت کافی ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے ہمارے نبی ﷺ حیا کرتے ہیں اور اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ عثمان رضی اللہ عنہ حیادار ہیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

"میری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر رحم کرنے والے ابو بکر ہیں، اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت اور مضبوط عمر ہیں، حیاء میں سب سے زیادہ حیاء والے عثمان ہیں، سب سے بہتر قاضی علی بن ابی طالب ہیں، سب سے بہتر قاری ابی بن کعب ہیں، سب سے زیادہ حلال و حرام کے جاننے والے معاذ بن جبل ہیں، اور سب سے زیادہ فرائض (میراث تقسیم) کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں، سنو! ہر امت کا ایک امین ہوا کرتا ہے، اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔" (سنن ابن ماجہ: 154)

کاتب وحی ہونے کا اعزاز:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وہ وفادار صحابی تھے، جو کسی موقع پر پیچھے نہیں رہے، اگر اسلام کو مالی ضرورت پڑی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صف اول میں نظر آئے، اگر جان کی ضرورت پڑی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حاضر نظر آئے۔ اسی طرح شروع اسلام میں جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا، بہت تھوڑے لوگ تھے جو لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان چند لوگوں میں شامل تھے جو لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ صلاحیت بھی دین کے لیے وقف کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو لکھنا شروع کیا اور سورۃ الحجرات سے لے کر آخری سورت تک سب سے پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کر لیا گیا، کئی دن تک آپ کا محاصرہ جاری رہا، آپ رضی اللہ عنہ زیادہ تر قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، جب آپ کو شہید کرنے کے لیے ایک بدبخت گھر کے اندر داخل ہوا، آپ کے ہاتھ کے اوپر وار کیا، آپ کے ہاتھ کا کچھ حصہ کٹ گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

أَمَا وَاللهِ إِنَّهَا لَأَوَّلُ كَفٍّ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ

"سن لے! اللہ کی قسم! یہی وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے مفصل سورتوں (سورۃ الحجرات سے آخر تک) قرآن مجید کو لکھا تھا۔" (مصنف ابن ابی شیبہ: 37690)

بئر رومہ کی خریداری پر جنت کی بشارت:

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں پینے کے لیے پانی کی قلت تھی۔ پورے شہر میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جسے بئر رومہ کہا جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ

"جو آدمی بئر رومہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔" (سنن کبریٰ از بیہقی: 11935)

ابو عبد الرحمن السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور ان باغیوں سے فرمایا:

أَنْشُدُكُمُ اللهَ، وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟ فَحَفَرْتُهَا

"میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جس نے رومہ کا کنواں کھودا (یعنی اسے خرید کر وقف کیا تو) اس کے لیے جنت ہے۔ تو میں نے اسے کھودا تھا (یعنی اسے وقف کیا تھا)۔" (صحیح بخاری: 2778)

مسجد نبوی کی توسیع کا اعزاز

مدینہ منورہ آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مسجد کا ہونا بے حد ضروری تھا۔ ابتدائی طور پر تھوڑی سی زمین مسجد کے لیے خریدی گئی، اسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر تعمیر کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم وہیں نماز پڑھتے، وہیں وعظ و ارشاد ہوتے، ایوان عدل بھی وہی تھا، مجاہدین کے دستے بھی یہیں سے روانہ ہوتے، فوجی تربیت کا مرکز بھی یہی مسجد تھی، ان سب کے بعد مسجد تنگی داماں کی شکایت کرنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں اعلان کیا جو ساتھ والی زمین خرید کر مسجد میں شامل کرے گا، اللہ اسے اجر عطا فرمائے گا تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ کام سرانجام دیا۔ جسے محاصرہ والے دنوں میں آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَنِ ابْتَاعَ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ خَمْسَةٌ وَعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: قَدِ ابْتَعْتُهُ، فَقَالَ: اجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا، وَأَجْرُهُ لَكَ؟ قَالَ : فَقَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

"میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ تو میں نے اس جگہ کو بیس یا پچیس ہزار درھم کے عوض خرید کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں نے اسے خرید لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس جگہ کو ہماری مسجد میں ملا دو اور اس کا اجر تمہارے لیے ہے؟ تو سب نے کہا: ہاں اللہ کی قسم (آپ صحیح فرما رہے ہیں)۔" (صحیح ابن حبان:6920)

آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا:

سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفِ دِينَارٍ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ : مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ

"جب جیش العسرہ (جنت موتہ) کی تیاری ہو رہی تھی تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا، اللہ کے رسول ﷺ یہ دینار خوشی کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں اچھال کر کہتے جا رہے تھے آج کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا، بار بار ایسا کہہ رہے تھے۔" (جامع ترمذی: 3701)

نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے موت کی بیعت :

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کام کی غرض سے مکہ مکرمہ بھیجا تو مسلمانوں میں یہ افواہ عام ہو گئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چار ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے، آپ ﷺ نے سب سے اس غرض سے بیعت لی کہ ہم اس وقت تک حدیبیہ کے مقام سے واپس نہیں جائیں گے جب تک ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہ لے لیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جانیں قربان کر دینے کا عزم رکھنے والے مؤمنین سے فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ (سورة الفتح:18)

"بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پھر اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اس نے ان پر اطمینان نازل کر دیا اور انہیں جلد ہی فتح دے دی۔"

نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ قرار دے دیا:

یہ بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ بیعت رضوان کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ نیچے رکھا، صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھتے گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ کے اوپر اپنا دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا:

هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔" (صحیح بخاری: 4066)

دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دے دو

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ ان چند لوگوں میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت اور ضمانت دی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ : افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَاعُمَرُ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ : افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ، أَوْ تَكُونُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ، فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ، قَالَ : اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ(صحیح بخاری: 6216)

”میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آکر دروازہ کھلوایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی، پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہیں بھی جب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فتنوں کے دنوں پر حق پر ہوں گے:

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق فتنے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ ہی شروع ہو چکے تھے، فتنے اتنے کہ ہر آنے والے اگلے حالات مسلمانوں کو فتنوں کی طرف دھکیل رہے ہوتے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام میں فتنے اور بھی زیادہ اور مضبوط ہو چکے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بہت بڑی تعداد میں باغی سر اٹھا چکے تھے، جو آپ سے خلافت کو چھیننا چاہتے تھے۔ ان حالات کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی دیتے ہوئے پہلے سے فرمایا دیا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن ایسے حالات عثمان رضی اللہ عنہ حق پر ہوں گے۔

چنانچہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى فَوَثَبْتُ، فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْ عُثْمَانَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ : هَذَا؟ قَالَ : هَذَا

”رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا کہ وہ جلد ظاہر ہو گا، اسی درمیان ایک شخص اپنا سر منہ چھپائے ہوئے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شخص ان دنوں ہدایت پر ہو گا، کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں تیزی سے اٹھا، اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھے پکڑ لیے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب رخ کر کے کہا: کیا یہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہی ہیں (جو ہدایت پر ہوں گے)۔(سنن ابن ماجہ: 111)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے کا انجام:

ثقہ تابعی ابو نضرہ منذر بن مالک بیان کرتے ہیں:

كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فسب رجل عُثْمَان فنهيناه فلم ينْتَه فارعدت ثُمَّ جاءَت صَاعِقَة فَأَحْرَقته

”ہم مدینہ میں تھے کہ وہاں ایک شخص سیدنا عثمان کو گالی دینا شروع ہو گیا، ہم نے اسے اس سے روکا لیکن وہ باز نہ آیا تو اچانک بادل گرجا پھر آسمان سے بجلی آئی تو اس نے اسے جلا دیا۔“ (کتاب الثقات لابن حبان: 105/8)

شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان کی علالت:

مروان بن حکم فرماتے ہیں جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ ”غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟“ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ خَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔“ (صحیح بخاری:

(3717

سیدنا عثمان ؓ کی شہادت کی نبوی پیشین گوئی :

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ ،قَمِيصًا ، فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ

"اے عثمان! شاید تمہیں اللہ ایک قمیص پہنائیں اگر لوگ تم سے وہ قمیص اتروانا چاہیں تو ان کے لیے وہ قمیص نہ اتارنا۔" (جامع ترمذی: 3705)

محدثین کرام نے اس قمیص سے مراد خلافت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان ؓ سے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں خلافت دے، پھر وہ خلافت لوگ تم سے چھینا چاہیں گے مگر تو خود انہیں خلافت نہ دینا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت تک خلافت ان کے سپرد نہ کرنا جب تک کہ تو میرے ساتھ ملاقات نہ کرلے (یعنی فوت نہ ہو جائے)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان ؓ سے فرمایا:

يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللَّهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي

"اے عثمان! شاید تمہیں اللہ ایک قمیص پہنائیں۔ سو اگر منافقین اس قمیص کو اتروانا چاہیں تو نہ اتارنا یہاں کہ تو مجھ سے ملاقات کرلے (یعنی فوت ہو جائے)۔ اے عثمان! شاید تمہیں اللہ ایک قمیص پہنا ئیں۔ سو اگر منافقین اس قمیص کو اتروانا چاہیں تو نہ اتارنا یہاں کہ تو مجھ سے ملاقات کرلے (یعنی فوت ہو جائے)۔ اے عثمان! شاید تمہیں اللہ ایک قمیص پہنائیں۔ سو اگر منافقین اس قمیص کو اتروانا چاہیں تو نہ اتارنا یہاں کہ تو مجھ سے ملاقات کرلے (یعنی فوت ہو جائے)۔" (مسند احمد:24566)

یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟

سیدنا ابو امامہ بن سہل ؓ فرماتے ہیں:

میں سیدنا عثمان ؓ کے پاس تھا، جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا وہ مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عثمان ؓ اس جگہ گئے اور پھر ہمارے پاس آئے تو ان کا رنگ اُڑا ہوا تھا انہوں نے بتایا:

إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونَنِي بِالْقَتْلِ آنِفًا

"یہ ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔"

ہم نے کہا:

يَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

"امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کو کافی ہوگا۔" پھر انہوں نے فرمایا:

وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : " لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ : كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلَامٍ، أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ "، فَوَاللَّهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ، وَلَا فِي إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللَّهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟

"یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین طرح کے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے۔ ایک وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد اس کا انکار کرے۔ دوسرا وہ آدمی جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے اور تیسرا وہ جو بغیر قصاص کے کسی کو قتل کرے۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا، نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ ہی زمانہ اسلام میں اور نہ ہی جب سے اللہ تعالیٰ مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے، تو پھر وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟" (سنن ابی داود: 4502)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب باغیوں نے سیدنا عثمان ؓ کا محاصر کرلیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے:

عَلَامَ تَقْتُلُونِي؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ : رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَبْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوْدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ، فَوَاللَّهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إسلام، وَلَا قَتَلْتُ أَحَدًا فَأُقِيدَ نَفْسِي مِنْهُ، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ »

"تم لوگ مجھے کیوں قتل کرو گے؟ حلانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین طرح کے لوگوں کے ۔ وہ آدمی جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کر دیا جائے گا۔ یا وہ شخص جو قتلِ عمد کا مرتکب ہوا سے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ یا وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد اور میں نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا کہ مجھے اس کے قصاص میں قتل کر دیا جائے اور میں اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد بھی نہیں ہوا۔ میں گواہی دیتا

ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" (مسند احمد:452)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں سے لڑائی سے گریز:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ باغی باہر آپ کو شہید کرنے کے درپے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو ان سے لڑنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرما رہے تھے کہ اللہ کی قسم ان باغیوں سے لڑنا حلال ہے۔ آپ حکم دیجئے ہم ان سے لڑیں گے۔ ایسے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کے وسیع تر مفاد کی خاطر لڑائی سے گریز کیا اور لوگوں سے فرمایا: أَعْزِمُ عَلَى مَنْ كَانَ لَنَا عَلَيْهِ سَمْعٌ وَطَاعَةٌ لَمَا كَفَّ يَدَهُ وَسِلَاحَهُ، فَإِنَّ أَعْظَمَكُمْ عِنْدِي غَنَاءً الْيَوْمَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ وَسِلَاحَهُ "جس شخص پر میری سمع و اطاعت واجب ہے میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ اور ہتھیار روکے رکھے۔ آج میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو اپنے ہاتھ اور ہتھیار روکے رکھے گا۔"
(تاریخ مدینہ منورہ:1208/4)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تابعی راشد بن کیسان ابو فزارہ عبسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اپنے گھر میں قید کیا گیا تو انہوں نے پیغام بھیج کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا، لیکن ان کے اہل خانہ میں سے بعض افراد نے انہیں باہر جانے سے روک دیا۔ ان کا موقف تھا کہ بیعت خلافت کے راستے میں باغیوں کے کئی دستے موجود ہیں، ان کی موجودگی میں آپ کا وہاں جانا ممکن نہیں۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی، آپ نے اسے سر سے اتارا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور فرمایا: جو کچھ تو نے یہ معاملہ دیکھا ہے اس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مطلع کر دینا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر مدینہ منورہ کے بازار 'احجار الزیت' پہنچے تو انہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، جسے سن کر آپ فرمانے لگے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبرأُ إِلَيْكُمْ مِنْ دَمِهِ أَنْ أَكُوْنَ قتلت أَوْ مالأت علَى قتله "اے اللہ! میں تیرے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون سے برات کرتا ہوں۔ میں نے نہ تو انہیں قتل کیا ہے اور نہ ہی کسی کو ان کے قتل پر ابھارا ہے۔"
(طبقات ابن سعد:50/3)

صرف یہی نہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان پر لعنتیں بھیجا کرتے تھے۔ جیسا کہ لعنت کے الفاظ ہیں: لَعَنَ اللهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ "اللہ تعالیٰ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر میدانوں، پہاڑوں خشکی اور تری میں لعنت کرے۔" (مصنف ابن ابی شیبہ:37793)

دوران محاصرۃ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خواب:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کے وقت لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، قَالَ: قَالُوا: أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ، أَوْ قَالُوا: إِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ
"میں نے آج رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! آج روزہ ہمارے ہاں افطار کرنا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے صبح کو روزہ رکھا اور اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔"
(مصنف ابن ابی شیبہ: 30510)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلوم شہادت کا المناک واقعہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دورانِ محاصرہ کئی بار لوگوں کو سمجھا چکے تھے، کئی بار انہیں اللہ سے ڈراتے، ان کے سامنے اپنی پاکدامنی کا اظہار کرتے، انہیں قتل کرنے روکتے، مگر بقول سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ یہ پہلا موقع تھا کہ لوگوں پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کسی بات کا اثر نہ ہوتا، وہ مسلسل آپ کو شہید کرنے کے درپے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے کمرے میں مصحف کھولے، قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ اندر ایک آدمی داخل ہوا جسے " الموت الاسود " کہا جاتا تھا، اس نے آپ کا گلا گھونٹا اور پھر دوبارہ گلا گھونٹا، پھر وہ بدبخت باہر نکلا اور کہنے لگا: وَاللهِ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ هُوَ أَلْيَنُ مِنْ حَلْقِهِ، وَاللهِ لَقَدْ خَنَقْتُهُ حَتَّى رَأَيْتُ نَفَسَهُ مِثْلَ نَفْسِ الْجَانِّ تَرَدَّدَ فِي جَسَدِهِ "اللہ کی قسم! میں ان کے حلق سے زیادہ نرم کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی (کیونکہ وہ ضعیف العمر تھے) اور اللہ کی قسم! میں نے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ میں نے ان کی سانس کو (یوں اکھڑتا ہوا) دیکھا جیسے کسی سانپ کا سانس اس کے جسم میں ہوتا ہے (یعنی جیسے سانپ موت کے وقت تڑپتا ہے ایسے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تڑپے تھے۔

پھر ایک اور آدمی اندر داخل ہوا اس نے آپ پر وار کیا جو آپ کے ہاتھ پر لگا، جس سے آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات سے لے کر سورۃ الناس تک سورتوں کو لکھا۔ ایسے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس دنیا فانی کو چھوڑ کر دار الاخرۃ کی طرف چل بسے۔" (مصنف ابن ابی شیبہ: 37690)

ثقہ تابعی عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت پہلا قطرہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ پر گرا:

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

(سورۃ البقرۃ:137)(تارخ مدینہ:1310/4)

دکنی تہذیب وثقافت دنیا کی منفرد تہذیب ہے، مولانا محمد عبدالہادی العمری کا دکن برٹش کمیونٹی کے زیر اہتمام چیف گیسٹ کی حیثیت سے خطاب۔ مورخہ 4 مئی کو دکن برٹش کمیونٹی کے زیر اہتمام کلوش بل کونسل، کلوش بل کمیونٹی ہال میں حیدر آبادیوں کی عید ملاپ پارٹی منعقد ہوئی، جس میں دو سو سے زیادہ مہمانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب کے چیف گیسٹ برطانیہ کے معروف عالم دین مولانا محمد عبد الہادی العمری المدنی تھے۔ بچوں کی تلاوت قرآن حکیم سے اس تقریب کا آغاز ہوا، بعد ازاں مہمان خصوصی مولانا محمد عبد الہادی العمری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تلاوت قرآن حکیم سے اس تقریب کا آغاز کیا گیا ہے جو کہ ہمارا حقیقی کلچر ہے، اس تقریب کے آرگنائزرز مبارکباد کے مستحق ہیں،

اب آیئے حیدر آبادیوں کی کچھ خصوصیات کی طرف ایک نوجوان سے اس ملک میں ملاقات ہوئی، میں نے علیک سلیک کے بعد ان سے پوچھا کہ

آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا:

حیدر آباد دکن سے، میں نے کہا ٹو اِن تھری کا کیا مطلب ہے؟

انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم، میں نے کہا:

تم حیدر آبادی نہیں ہو۔ انہوں نے کہا:

ہاں حیدر آباد شہر سے نہیں ہوں، حیدر آباد کے قریب ایک ضلع میں رہتا ہوں، میں نے کہا:

اب آپ کی چوری پکڑی گئی ٹو ان تھری کا مطلب یہ ہے کہ حیدر آباد میں تین آدمی ہوٹل میں داخل ہوں تو ہوٹل والے سے کہتے ہیں، دو کپ چائے لاؤ، ہوٹل میں کام کرنے والا بغیر کہے دو کپ چائے کے ساتھ ایک خالی پیالی لا کر رکھ دیتا ہے، یہ ہے دو کپ چائے کو تین کپ چائے بنانا۔ اسی طرح اگر دو شخص ہوں تو ٹو اِن وَن ایک کپ میں دو کپ بنانا۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ

بخل سے کام لیا جاتا ہے بلکہ بار بار چائے پینے کا رواج ہے، اس لئے فل کپ پینا پسند نہیں کرتے ہیں۔

ہماری اماں مجھ سے یہ کہتی تھیں کہ

بیٹے فلاں جگہ جانا ہے، رکشہ چکا کر لاؤ، آج کی نئی نسل کیلئے چکا کر لاؤ کا مطلب سمجھنا مشکل ہے، کر لاؤ کا مطلب یہ تھا کہ کم سے کم میں Bargaining کر کے لاؤ، ساتھ ہی ایک شرط یہ ہوتی کہ پردہ والا رکشہ لاؤ وہ گھر پر آنے کے بعد رکشہ کے سامنے پر وہ لگاتا اور خود چند قدم آگے ہٹ جاتا تا کہ خواتین رکشہ میں بیٹھ جائیں اور رکشہ والے کی نظر ان خواتین پر نہ پڑے اور منزل پر پہنچ کر رکشہ والا چند قدم آگے ٹھہر جاتا تا کہ سواریاں رکشہ سے اتر جائیں اور رکشہ والے کی نظر ان خواتین پر نہ پڑے۔

حیدر آباد کی تاریخی مسجد مکہ مسجد میں حفظ قرآن کا مدرسہ تھا اور جو بھی بچہ حافظ بنتا تو نواب آف حیدر آباد کی طرف سے اس حافظ کو خلعت شاہی عطا کیا جا تا، قرآن حکیم کے حافظ کے لئے یہ ایک اعزاز تھا۔ نظام حیدر آباد کے پوتے مکرم جاہ جو اکثر دیگر ملکوں میں رہتے تھے گزشتہ چند سال قبل وہ ترکی میں وفات پا گئے اور حیدر آباد کی تاریخی مکہ مسجد میں حیدر آباد کے سابق بادشاہوں کی صف میں دفنائے گئے، ان کی دعوت پر مجھے حیدر آباد کنگ کوٹھی جانا پڑا۔

اتفاق سے دیگر مدعو حضرات بھی تھے ان میں حیدر آباد کے ایک پیر و مرشد بھی تھے، وہ جب ان کی کوٹھی میں پہنچے تو فرشی سلام شروع کر دیئے۔ فرشی سلام کا مطلب ہے کہ بہت دور سے پرنس کو سلام کرتے جائیں اور جھکتے جائیں۔

ایسا معلوم ہوتا کہ وہ ان تک پہنچتے پہنچتے ان کے چرنوں میں گر پڑیں گے۔ ہم قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ایسے عرشی اور فرشی سلام کرنے والوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ ہمیں وہ سلام کافی ہے جو ہمارے نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا تھا۔ جو قیامت تک باقی رہے گا۔

دراصل جن لوگوں کو ایسے لوگوں سے کچھ مفاد وابستہ ہوتا ہے وہ بادشاہوں اور رائل فیملی کو خوش کرنے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔

الحمد للہ، اللہ نے مجھے اس سلام سے بچالیا اور جب شاہی محفل میں پہنچے، تو مکرم جاہ سے کچھ بات چیت کا موقع ملا۔ تو میں نے ان کے دادا جان کی اسلامی خدمات کے کچھ واقعات سنائے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے وہ باتیں بتائی ہیں جن سے میں خود واقف نہیں تھا۔

دراصل ایسے بڑے لوگوں کا جو حاشیہ ہوتا ہے انہیں وہی سناتا ہے جو وہ پسند کرتے ہیں، جن سے انہیں دنیوی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور ایک صحیح العقیدہ کیلئے رسم و رواج کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوں تو۔ قرآن حکیم کی خدمت کے سلسلہ میں حیدر آباد دکن کا کارنامہ یہ ہے کہ پہلا با قاعدہ قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر محمد

پکتھال نے کیا۔

در اصل حیدر آباد کے ایک سکول میں وہ ملازمت کیلئے آئے مگر نظام حیدر آباد نے انہیں قرآن حکیم کے انگریزی ترجمہ پر مامور کر دیا اور اس اعزاز کیساتھ اس خدمت کیلئے بڑی ہی اچھی تنخواہ دی جاتی تھی، تا کہ وہ مکمل آرام کے ساتھ قرآن کی یہ خدمت انجام دیں۔

چنانچہ وہ تین سال میں یہ ترجمہ مکمل کئے اور اسی اثناء میں وہ مصر کا سفر بھی کئے سرکاری اخراجات پر۔ جب قرآن حکیم کا ذکر خیر آیا ہے تو ایک اور حقیقت بھی سن لیجئے۔

حیدر آباد دکن کے ایک سکالر ڈاکٹر حمید اللہ تھے جو عثمانیہ یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر تھے وہ اعلیٰ تعلیم کیلئے فرانس گئے اور ایک سال میں دو یو نیورسٹیوں سے پی ایچ ڈی کئے۔

جرمنی زبان میں اور فرنچ میں بلکہ فرنچ زبان میں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بھی کیا۔ چونکہ عثمانیہ یونیورسٹی میں ڈاکٹر انجینئرنگ وغیرہ کی اردو زبان میں تعلیم ہوتی تھی اس لئے یونیورسٹی کے احاطہ میں دار الترجمہ کا قیام عمل میں لایا گیا تا کہ انگریزی Terminology اصطلاحات کو اردو میں منتقل کیا جائے۔ الحمدللہ، یہ دنیا کا واحد کارنامہ ہے، اردو زبان کو اتنا رچ کر دیا گیا کہ وہ انگریزی کی محتاج نہیں ہے۔

دارالترجمہ کے سارے اخراجات شاہی خزانے سے دیئے جاتے تھے اور تنخواہیں بھی ان کی بڑی اطمینان بخش ہوتیں تا کہ وہ اطمینان سے یہ خدمات انجام دے سکیں۔

اس تقریب کے ایک آرگنائزر ناظر علی خان نے میرے تعارف میں کہا کہ برطانیہ اور دیگر علاقوں میں مسجد یں تعمیر کیں، میں نے اپنی زبان اور قلم کو حرکت دی ہے جو ان مساجد کی تعمیر کا سبب بنیں۔

مساجد بنانے کا ذکر آیا تو سن لیجئے۔ لندن میں ریجنٹ پارک میں برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد نواب میر عثمان علی خان نے بنائی ہے (اور انگلینڈ ووکنگ میں جو مسجد ہے وہ بیگم شاہجہاں والیہ بھوپال انڈیا نے تعمیر کرائی ہے)

ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے کہا کہ

اگر وقت ہوتا تو مولانا محمد عبدالهادی العمری اور بھی خوبیوں کا تذکرہ کرتے۔ ان میں ایک اہم بات حیدر آباد میں برقع کی ہے یعنی حیدر آباد دکن کا کلچر ہے۔ بلا استثناء مسلک خواہ بریلوی ہوں کہ دیوبندی، جماعت اسلامی ہوں کہ جماعت تبلیغی، سلفی ہوں کہ اہل حدیث بلکہ شیعہ ہوں کہ سنی سب ہی خواتین برقع کا استعمال کرتی ہیں۔

یہ وہ اچھی چیز ہے کہ ان پر عمل پیرا ہیں اگر وقت ہوتا تو مولانا عبدالہادی العمری وہ خصوصیات بھی ذکر کرتے جن کا تعلق حیدر آباد سے ہے مگر وہ عمل کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان کو چھوڑنے سے متعلق ہیں۔ شاید وہ آئندہ کسی تقریب میں ان خامیوں اور غلط چیزوں کا ذکر کریں۔

آخر میں مولانا نے کہا کہ

اہل حیدر آباد صرف شیروانی، بریانی، بگھارے، بیگن اور ڈبل کے میٹھے اور پان تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھیں، بلکہ بڑے بڑے اور اچھے کام بھی کریں، جو حیدر آبادی اکابرین نے کیا ہے۔

مولانا اس تقریب میں خود شیروانی زیب تن کئے ہوئے تھے اور اس دعوت میں بریانی اور دیگر لوازمات بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے چند نظمیں سنائیں اور عید اور فلسطین پر بھی اپنی نظم سنائی جملہ منتظمین اور آرگنائزرز نے بحسن وخوبی چھ بجے سے گیارہ بجے تک اس تقریب کو دلچسپ بنائے رکھا۔

اللہ کریم ان تمام میز بانوں مہمانوں اور خواتین و حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کریم چیف گیسٹ مولانا محمد عبدالہادی العمری کو عافیت والی لمبی عمر عطا فرمائے، تا کہ بار بار ان سے ایسی اہم باتیں سن سکیں اور اپنے علم میں اضافہ کر سکیں۔

آمین یارب العالمین۔ پھر ملیں گے اگر خدا لائے۔

☆☆☆

امام اہلسنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا کہتا ہے تو اسکے اسلام پر تہمت لگاؤ۔“

(مناقب احمد لابن الجوزی: ص160 وسندہ صحیح، تاریخ دمشق: 144/62)

☆☆☆

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا! بتاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کون ہے؟ کہا: آپ۔ فرمایا: نہیں سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما (احمد: 1/ 106)

☆☆☆

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں:

سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی محبت، اور انکی فضیلت جاننا، سنت میں سے ہے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 32600)

☆☆☆

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”سیدنا ابو بکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔“

(رجال کشی: ص 283، مطبوعہ بیروت لبنان)

☆☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے زیر اہتمام
چوالیسویں سالانہ تبلیغی
عظیم الشان
اسلامی دعوت کانفرنس
ان شاء اللہ
زیر صدارت
مولانا شعیب احمد
زیر نظامت
ذکاء اللہ سلیم
قبلہ اول اور مسلمانان عالم
فضیلۃ الشیخ استاذ الاساتذہ محترم جناب حافظ محمد شریف صاحب حفظہ اللہ
مدیر مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد
مؤرخ اہل حدیث محقق ملت ڈاکٹر بہاء الدین محمد سلیمان اظہر صاحب حفظہ اللہ
محافظ تحریک ختم نبوت
استاد مولانا محمد حذیفہ صاحب حفظہ اللہ
Bradford
فضیلۃ الشیخ محترم جناب ڈاکٹر محمد حماد لکھوی صاحب حفظہ اللہ
ڈین کلیہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
فضیلۃ الشیخ محترم جناب ڈاکٹر صہیب حسن صاحب حفظہ اللہ
لندن
فضیلۃ الشیخ محترم جناب کریم ابوزید صاحب حفظہ اللہ
USA
فضیلۃ الشیخ قاری خلیل الرحمان جاوید صاحب حفظہ اللہ
کراچی
بتاریخ
14 جولائی بروز اتوار دوپہر 12 بجے تا شام 7 بجے
Sunday 14th Jul 2024
12:00 pm to 7:00 pm
بمقام
محمدی مسجد آلم راک برمنگھم
24-36 Hartopp Road
Alum Rock Birmingham B8 1TE
جس میں پاکستان، انڈیا، عرب ممالک سمیت برطانیہ بھر سے علماء کرام وسکالرز اردو و انگلش میں
عوام الناس کی راہنمائی فرمائیں گے ان شاء اللہ
MARKAZI JAMIAT AHL-E-HADITH
UK
الداعی الی الخیر: مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ
Noon Printers: +92-321-4503606, 315-4503605